Sept,1966

قبلہ عالم حضرت الحاج مولانا پیر سید جماعت علی شاہ صاحب

مسجد نور
علی پور سیداں شریف

ماہنامہ

انوار الصوفیہ

نگران اعلیٰ
سید اختر حسین شاہ صاحب

مدیر اعلیٰ
غلام رسول

انوار الصوفیہ رسالہ پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ نے انجمن خدام الصوفیہ کے زیر اہتمام ۱۹۰۴ کو شروع کروایا تھا رسالہ انوار الصوفیہ کی ۴۲ جلدیں مہیا کرنے پر جناب محمد محمود صاحب کا مشکور ہو اور ان رسائل کا سکین کا تمام کام شیخ معزالدین فاؤنڈیشن کے بانی جناب پروفیسر محمد عاطف صاحب نے کروایا ہے ،(بختیار حسین جماعتی) رسائل کی لسٹ درج ذیل ہے
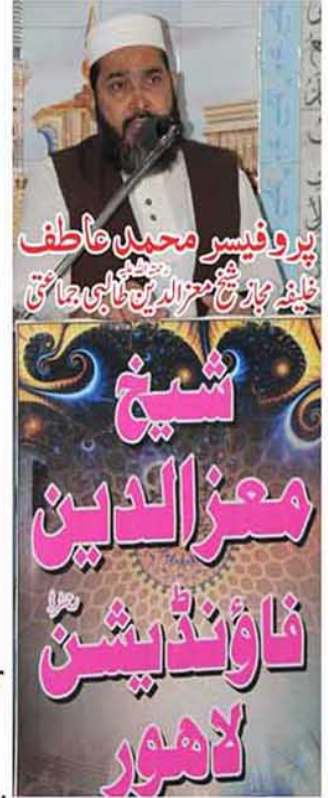
پروفیسر محمد عاطف
خلیفہ مجاز شیخ معزالدین طالبی جماعتی

شیخ معزالدین فاؤنڈیشن لاہور

1 1950 February
2 1950 March
3 1959 May June
4 1959 Sept October
5 1961 March
6 1961 September
7 1961 October Nov
8 1962 April
9 1962 January
10 1962 November
11 1962 December
12 1963 March
13 1964 May JUne
14 1964 JUNE
15 1965 March
16 1966 September
17 1966 October
18 1966 November
19 1967 October
20 1968 October Nov
21 1971 Agust
22 1971 December 1972 Jan
23 1971 May
24 1971 July
25 1971 Semptember
26 1972 April
27 1973 January
28 1973 September
29 1973 October
30 1973 November
31 1974 February
32 1974 April
33 1974 May June
34 1974 July
35 1974 May June
36 1975 Agust
37 1975 July
38 1975 May
39 1975 September
40 1976 Nov Dec
41 1976 Sep Oct
42 1977 March April

چندہ سالانہ	۵ روپے
فی کاپی	۵۰ پیسے
اراکین معززات سے	۳۰ روپے
معاونین سے	۲۰ روپے

○

اس دائرہ میں اگر آپ کے اس رسالہ میں سرخ نشان ہے تو آپ سمجھ لیں کہ اس ماہ میں میرا چندہ ختم ہو گیا ہے، اور مجھے اپنی اولین فرصت میں مبلغ پانچ روپے منی آرڈر کر دینے چاہئیں تاکہ ادارہ کو انتظار نہ کرنا پڑے۔

غلام رسول گوہر ایڈیٹر، پرنٹر، پبلشر نے لاہور آرٹ پریس لاہور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ انوار الصوفیہ قصور سے شائع کیا

فہرست

ماہنامہ انوار الصوفیہ قصور

بابت ماہ ستمبر ۱۹۶۶ء مطابق جمادی الاول ۱۳۸۶ھ

عورت کے معنی شرم کی جگہ جس کا زیر پردہ ہونا واجب ہے

آج اس چودھویں صدی کی عورت نے اگرچہ تعلیمی اعتبار سے بہت بلند اور اونچا مقام لے لیا ہے۔ مردوں کے دوش بدوش زندگی کی جملہ صورتوں اور راہوں میں بے دھڑک چل رہی ہے اور مرد کی طرح صاحب قلم ہے، ادیب ہے، صحافی ہے، مصنف ہے، سیاستدان ہے، قانون دان ہے۔ مقرر ہے، سفیر ہے، وزیر ہے — سب کچھ ہے مگر عورت ہونے کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ نے روز اول سے جو امانت شرم وحیا۔ عصمت و عفت اور نیکی اور خدا ترسی کی اس کو دی تھی، اس کو اس نے دنیا کی ظاہری اور رسمی چمک پر قربان کر دیا ہے اور اپنے حال اور ستان سے اجنبی اور بے گانہ ہو گئی ہے اور دن بدن ہوتی جا رہی ہے۔ عورت کے معنی جسم کے اس حصہ کے ہیں جس کا ننگا کرنا انسان کے لئے ناجائز نہیں بلکہ حرام ہے۔ اگر وہ ننگا کرے تو دیوانہ ہے پاگل ہے یا بے شرم ہے بے حیا ہے۔ انسانیت یہی ہے کہ وہ شرم والی جگہ کو، جو عورت ہے، سونے میں بھی ننگا نہ ہونے دے۔ یہ جذبہ یہ خیال تمام بنی آدم میں ہے۔ مومن ہو یا کافر، عربی ہو یا عجمی — عورت کے علاوہ جسم کا کوئی حصہ بھی برہنہ رہ سکتا ہے۔ اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ اگرچہ شرافت اور تہذیب وہاں داعی ہے کہ اس کو بھی لباس پہنایا جائے اللہ تعالےٰ نے بنی آدم کو مردوں اور عورتوں میں بانٹ دیا ہے۔ بعض کو مرد اور بعض کو عورت، مرد مرد ہی ہے، وہ لاکھ جتن کرے ڈاڑھی منڈائے سر پہ لمبے لمبے بال رکھے اور ان کا جوڑا بنائے۔ چوٹی گندھوائے، گلے میں ہار پہنے۔ کانوں میں آویزے

اور بناگوش ڈالے ہاتھ پاؤں کو مہندی لگاتے، کیا
وہ اس بات کا دعویٰ کرسکتا ہے کہ وہ عورت ہوگیا ہے
ہرگز نہیں ۔ اسی طرح عورت لاکھ پاپڑ بیلے، سر
کے بال کٹائے، زیورات اتار پھینکے، مردوں ایسے
کپڑے پہنے، سر پر ٹوپی یا پگڑی رکھے ہاتھ پاؤں کو
مہندی لگانا معیوب جانے دفتروں میں ملازمت کرے
سائیکلوں اسکوٹروں اور موٹر کاروں کو ڈرائیو کرے
ادھر ادھر شب و روز بھاگتی گھومتی پھرے، کلبوں
میں بے تکلف مردوں کی باہوں میں باہیں ڈال کر ناچتی
تھرکتی پھرے۔ اسٹیجوں پر مائیکروفون پر قوم کو خطاب
کرے مگر کوئی عقلمند اس کو مرد نہیں کہیگا، اور نہ
وہ خود اپنے آپ کو مردوں کے زمرہ میں شمار کرسکتی
ہے اور ان کے احکام و اوصاف فطری میں شامل کر
سکتی ہے تو جب کوئی مرد عورت نہیں بن سکتا اور
کوئی عورت مرد نہیں ہوسکتی تو پھر سلامتی وچین اور
سکون، شرافت و تہذیب اور انسانیت کا حسین
روپ اور درخشاں جمال اور خلقی رعنائیاں اسی میں
ہیں کہ مرد مرد ہونے پر قانع ہو اور عورت، عورت
ہونے پر۔ ہر مخلوق کا کمال اور اس کی سلامتی، اور
عزت، و وقار اسی میں ہے کہ وہ اپنی خلقت اور فطرت
اور صنف و نوع کو پہچانے اور اس کے خالق نے جو
حدود اس کے لئے متعین کر دی ہیں ان کے اندر رہے
اس سے باہر ہونا، تمرّد و سرکشی متصور ہوگا جو اس
کے ہلاکت و تباہی کا باعث ہے۔ عورت کا سارا جسم
ڈھانکنے کے لائق ہے۔ اس کے لئے جمعہ عیدین
جیسی عبادات کے لئے بھی گھر سے باہر قدم رکھنے
کی اجازت نہیں۔ عورت اپنے خاندان کی لاج، اور
ماں باپ اور شوہر کی عزت ہے۔ اس کی نہ صرف
ہاتھ کی بداعتدالیوں سے حفاظت کرنے کا حکم ہے
بلکہ ہر مسموم اور بری نگاہ سے اس کا بچانا لازم ہے اس
کی عزت سے قوم کی عزت ہے بلکہ قوم و ملت کی
عزت کا مجسمہ اور جوہر ہے۔ جس کی حفاظت اپنی
تلوار اور اپنے خون سے کرتے ہیں۔ مرد ہر افتاد
اور ہر ذلت و پستی کو بعض حالات میں گوارا کرسکتا
ہے۔ مگر عورت کے متعلق کوئی ناگوار حرکت
برداشت نہیں کرسکتا۔ مگر ہائے افسوس بڑے بڑے سکولوں
اور کالجوں کی غیر مصلح تعلیم و تربیت کا جہاں عورت
کی عزت کا جنازہ نکلا اس کے ساتھ ہی مرد کی غیرت کا بھی
دیوالیہ نکل گیا۔ آج ہماری بہو بیٹیاں جس شان سے
نکلتی ہیں سب کو معلوم ہے۔ یہ عریانی یہ آزادی، یہ
بے باکی، ہزاروں فتنوں کو دعوت دیتی ہے۔ آئے دن
اخبارات میں چھپتا رہتا ہے کہ فلاں عورت کا ایک نوجوان
سائیکل سوار پاس سے گذرتے ہوئے کمال پھرتی اور تیزی
سے پرس چھین کر لے گیا ۔ فلاں مقام پر ان غنڈوں
نے آوازے کسے ۔ ان کا تعاقب کیا، فلمی گانے
گاتے ہوئے سیٹی بجاتے ہوئے مڑ مڑ کر دیکھتے ہوئے
سرد آہیں بھرتے ہوئے پاس سے گذر گئے وغیرہ
وغیرہ ۔ یہ سب کچھ کیوں، اس لئے کہ آج کی عورت
نے جس ڈھب سے کالجوں اور سکولوں میں داخل ہو کر
تعلیم حاصل کی ہے اس نے اس کو ایسی ہی خطرناک ڈگر

پر چلنے کے لئے مجبور کر دیا ہے۔ اب ان کو صراط مستقیم پر لانا نہ کسی مصلح کے بس کا روگ ہے اور نہ ماں باپ کا اخبارات میں ایک صفحہ "خواتین کے اخبار" کے عنوان سے ہوتا ہے۔ جس میں پڑھی لکھی عورتیں اپنی بہنوں کو فلاح و بہبود کا سبق دینے کے لئے تصویروں کے روپ میں نمودار ہوتی ہیں۔ لباس وہی ہوتا ہے جو سڑکوں، اور بازاروں میں نظر آتا ہے۔ جس میں عریانی ہی عریانی ہوتی ہے۔ دوپٹہ سر سے سرکا ہوا ہوتا ہے۔ بعض مصلحات ساڑھی میں ہر طرح کی آرائش کے ساتھ سامنے آتی ہیں "خواتین کے اخبار" میں وہ جو بات کہتی ہیں۔ صرف ان کی دماغ کی اختراع ہوتی ہے جس چیز کو وہ خود بذاتہ پسند کرتی ہیں اس چیز کو بزور علم یا بزور سینہ جائز، اور درست ثابت کرنے کی ناجائز کوشش کرتی ہیں۔ کہیں بھی کتاب و سنت کا اتباع نہیں کیا جاتا۔ کہیں کہیں قرآن و اسلام کا نام لیتی ہیں مگر حوالہ کوئی نہیں ہوتا۔ مردوں کو جا بجا معتوب کرتی اور ان کو کوستی ہیں۔ شوہر اور بیوی کے گھریلو جھگڑوں میں شوہر ہی کو مجرم گردانتی ہیں اور تمام جھگڑے کا بار شوہر بیچارے کے سر پر تھوپتی نظر آتی ہیں۔ راہ چلتی عورتوں کے ساتھ جو کبھی کبھی آئے دن ناخوشگوار حادثات ہو جاتے ہیں۔ ان میں بھی اپنا بال بال بچا لیتی ہیں اور مرد ہی کو کہتی ہیں — یہ بے حیا ہو گئے ہیں جو راہ چلتی عورتوں کو چھیڑتے ہیں۔

ذیل میں ہم "کوستان" سے ایک بھائی کا اپنی بہنوں کے نام ایک خط نقل کرتے ہیں جس میں اس نے بہنوں کو اصل حقیقت سے آگاہ کیا ہے کہ پیاری بہنو! اپنے بھائیوں کو کہنے سے پہلے اپنے آپ کو اخلاق کے آئینہ میں ضرور دیکھ لیا کرو۔

"پیاری بہنو!

آج آپ کا ایک بھائی آپ سے کچھ کہنا چاہتا ہے۔ آپ کے بے جا اعتراضات کا جواب دینا چاہتا ہے۔ آپ کے سامنے تصویر کا حقیقی رخ پیش کرنا چاہتا ہے امید ہے کہ میری فراخ دل بہنیں اپنی آنکھوں پر سے تعصب کی پٹی اتار کر اس خط کو پڑھیں گی۔

بہنو! تالی ہمیشہ دونوں ہاتھوں سے بجا کرتی ہے، آپ اس حقیقت سے انکار نہیں کرسکیں گی اگر اپنے کردار کو اس بلندی تک پہنچاؤ کہ جہاں تک کسی کی نظر بھی نہ جا سکے آپ کا اخلاق سورج کی طرح روشن ہونا چاہیئے کہ دیکھنے والوں کی آنکھیں چندھیا جائیں اور کوئی بھی آپ کی طرف دیکھنے کی جرأت نہ کر سکے۔

لیکن میری بہنو! کس قدر افسوس ہے کہ آپ نے اخلاق کی دولت ٹھکرا کر حسن کی دولت کو اپنا لیا ہے۔ سادگی کو چھوڑ کر فیشن کی دلدل میں قدم رکھ لیا ہے اسلامی تہذیب کو ٹھوکر مار کر آپ نے یورپی تہذیب کو مشعل راہ بنا لیا ہے کیا آپ نے کبھی اس کے نتائج پر بھی غور کیا ہے۔

آپ نے کبھی اپنے "انجام" کے متعلق سوچنے کی زحمت بھی گوارا کی ہے۔؟

پیاری بہنو! اپنے بھائیوں کو کوسنے سے پہلے اپنے آپ کو اخلاق کے آئینہ میں ضرور دیکھ لیا کرو۔ ہم پر نکتہ چینی کرنے سے پہلے اپنے عیبوں پر بھی نگاہ ڈال لیا کرو ہمیں "قصوروار" کہنے سے پہلے یہ تو ذرا سوچ لیا کرو کہ ہمارے "قصوروار" ہونے میں آپ کا تو کوئی "قصور" نہیں۔

عزیز بہنو! یہ آپ کے کپڑے کس قدر زرق برق اور بھڑکیلے ہوتے ہیں کیا بالوں کی یہ تزئین و آرائش آپ کو آپ کے بھائیوں نے سکھائی ہے؟ گالوں پر یہ پوڈر کریم اور سرخی کا استعمال کیا آپ بھائیوں کی فرمائش پر کرتی ہیں؟ نہیں ایسا ہرگز نہیں۔ یہ سب کچھ آپ اپنی نمود و نمائش کے لئے کرتی ہیں اپنے بھائیوں کو ورغلانے کے لئے کرتی ہیں۔ شرم محسوس کیجئے کیا مسلمان لڑکیاں ایسا ہی کیا کرتی ہیں۔؟

پیاری بہنو! اگر آپ کو یہ گلا ہے کہ اس دور میں محمد بن قاسمؒ جیسے بھائی نہیں رہے۔ جس نے بہنوں کی عصمت کی خاطر ایک شیطانی قوت سے ٹکر لی تھی۔ تو مجھے بھی شکایت ہے کہ اس زمانہ میں خولہؓ جیسی بہنیں بھی نہیں رہیں جس نے اپنے بھائی کو بچانے کے لئے کافروں کے لشکر پر حملہ بول دیا تھا۔

میری بہنو! ترازو کے دونوں پلڑے ایک سے ہی ہیں۔ اگر بھائی قصوروار ہیں تو بہنیں بھی غلطی پر ہیں۔ اگر بھائیوں میں حیا نہیں تو بہنوں میں شرم کا فقدان ہے۔

بھائیوں کو برا بھلا کہنے کی بجائے اپنی اصلاح کی فکر کرو۔ اگر آپ نے اپنی اصلاح کرلی تو پھر آپ کو اپنے بھائیوں سے کوئی شکایت نہیں رہے گی۔

ستمبر ۱۹۶۵ء کی جنگ کی روشنی میں دیکھئے جب بھائیوں نے خون کے دریا بہا کر اپنی بہنوں کی عصمت کی حفاظت کی تھی۔ شہید "عزیز بھٹی" نے اپنی بہنوں کے لئے ہی تو اپنا خون بہایا تھا۔ "یونس عزیز" شہید نے بھی آپ کے لئے ہی تو اپنی جان قربان کی تھی۔ آپ اس سے زیادہ اور کیا چاہتی ہیں۔

اگر ہم ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالنے کی بجائے اپنی اپنی خامیوں کی اصلاح کرنے کی قسم کھائیں۔ خدا تعالیٰ ضرور ہمیں راہِ راست پر چلنے کی توفیق بخشے گا۔

آج کی عورت!

اسلام نے عورت کو گھر کی چار دیواری میں سکون سے بیٹھ کر مستقبل کی قوم کی پرورش کی عظیم ذمہ داری سونپی تھی۔ مگر افسوس کہ وہ ان ذمہ داریوں سے غافل ہو چکی ہے۔

عورت عطیہ فطرت ہے۔ عورت میں انسانیت، محبت اور جذبہ خدمت بدرجہ اتم پائے جاتے ہیں۔ عورت ہمیشہ یہی چاہتی ہے کہ دنیا میں امن و سکون رہے۔ تاریکی کا پردہ چاک ہو۔ ظلمت کے اندھیرے دور ہوں وہ چاہتی ہے۔ کہ انسان کو ایسی منزل کی طرف لے جائے جہاں دکھی کے لئے سکھ اور مصیبت زدہ کے لئے سکون ہو۔ مگر

افسوس کہ آج کی عورت کے خیالات ایسے نہیں رہے۔ آج کی عورت نے غلط راستہ اختیار کر لیا ہے۔ لپ سٹک پوڈر اور فیشن کی بھرمار ہے۔ کلبوں اور تفریح گاہوں نے اسلامی معاشرے کو نیست و نابود کر دیا ہے۔ اس تمام بے حیائی اور بے راہروی کی ذمہ دار عورت نہیں مرد ہے۔ عورت کو غلط راستہ پر چلانے والے مرد ہیں۔ آج کے مرد پسند ہی ایسی عورتوں کو کرتے ہیں۔ جو چست لباس میں ملبوس ان کے ساتھ ہوٹلوں اور کلبوں کا رخ کر سکے۔ آج کی عورت کی غلط روی کا ذمہ دار مرد ہے۔

ہماری کالجوں کی طالبات کس ڈگر پہ چل نکلی ہیں؟

اس کا اندازہ مغربی پاکستان سٹوڈنٹ ایڈ سوسائٹی کے حالیہ سروے کے نتائج سے بخوبی ہو جاتا ہے۔ اس سروے سے پتہ چلتا ہے کہ ہماری ۹۰ فیصد طالبات فیشن کی زبردست دلدادہ ہیں اور اس بات کی شدید مخالف ہیں۔ کہ والدین ان کے رہن سہن، لباس، شادی اور دوسرے نجی معاملات میں کسی بھی قسم کی مداخلت کریں۔ حد یہ ہے کہ ۷۶ فیصد طالبات نے اتنا بھی گوارہ نہیں کیا۔ کہ ان کے والدین یا دوسرے بڑے بوڑھے انہیں مذہبی اقدار کی پابندی کے لئے مجبور کریں۔

یہ ہونہار بروا کے چکنے پات والی بات ہے ہم نے آزادی کے بعد اپنی ثقافت اور معاشرت کے میدان میں جو مادر پدر آزاد ماحول تیار کیا ہے۔ اس میں پلنے اور بڑھنے والی صاحبزادیاں والدین کو خبطی بڑے بوڑھوں کو جھکی، مذہب کو دقیانوسیت اور آوارگی کو آزادی قرار نہیں دیں گی تو اور کیا کریں گی۔ ان صاحبزادیوں کو لباس کی تراش سے لے کر رومان لڑانے تک کی مکمل آزادیاں درکار ہیں۔ کیونکہ اب انہیں اپنی درسگاہوں گھروں اور ثقافتی اداروں کے ماحول میں یہی آزادیاں نظر آتی ہیں ملک کی آزادی کے وقت صرف خال خال بے حجابی کی شکایت تھی مگر اب نیم عریاں لباس پر بھی کسی کو حرف گیری کا حق نہیں دیا جاتا کیونکہ نئی نسل آزاد ہے اور اس کے نزدیک آزادی کا شعور یہی ہے۔ کہ ماں باپ کی تمام پرانی اخلاقی قدروں سے آزاد ہو جاؤ۔

آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

ع

گذشتہ ماہ میں آپ کو سرخ نشان کے ذریعہ آپ کے چندہ ختم ہونے سے مطلع کیا تھا: مگر تاحال آپ کا چندہ ہم کو وصول نہیں ہوا۔ مہربانی کر کے رسالہ ہذا وصول کرنے کے بعد فوراً اپنا چندہ ارسال فرماویں: یا وی پی کرنے کی اجازت دیں: ورنہ رسالہ آپ کے نام بند کر دیا جائیگا۔

کرامات امیر ملت قیمت ۲/۰۰

گنج گنج مولفہ مولانا حاجی محمد ادریس صاحب جس میں اعلیٰ حضرت امیر ملت علی پوری رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے صاحبزادگان اور خلفاء کے حالات زندگی تفصیل سے لکھے گئے ہیں اس کے علاوہ آخر میں تعویذات و عملیات اور نسخہ جات مفیدہ درج ہیں:

قیمت ۵/۰۰

محمدؐ رفیع الانام اللہ اللہ
محمدؐ شفیع الانام اللہ اللہ

محمدؐ مدار المہام اللہ اللہ
شفاعت کُن خاص و عام اللہ اللہ

حبیب خدائے دو عالم محمدؐ
علیہ الصلوٰۃ و سلام اللہ اللہ

ہیں نورِ مجسّم، نبیِ مکرّم
نبوت کے ماہِ تمام اللہ اللہ

درِ پاک پر عرش سے آرہے ہیں
ملائک بھی بہرِ سلام اللہ اللہ

سہارا ہے حرماں نصیبوں کو اُن کا
ہے مخلوق پر فیضِ عام اللہ اللہ

محمدؐ، محمدؐ، محمدؐ
ہے وردِ زباں صبح و شام اللہ اللہ

قمرؔ بھی ہے ان کی غلامی پہ نازاں
ہے جبریل جن کا غلام اللہ اللہ!

(صلی اللہ علیہ وسلم)

انجم وزیر آبادی

آمدِ سرکارِ دو عالم

(صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم)

یتیموں کے لئے بنکر وہ رحمت کی گھٹا آئے
ضعیفوں عاجزوں کے واسطے ابرِ سخا آئے

کھلا جن کی بدولت بابِ رحمت باخدا آئے
انیس و دستگیر و پیکرِ مہر و وفا آئے

بعنوانِ بشر وہ رحمتِ نورِ خدا آئے
مبارک ہو، مبارک نائبِ ربِ علےٰ آئے

مریضانِ جہاں کے واسطے لے کر دوا آئے
انیس و غمگسار و شافع روزِ جزا آئے

لگانے عاصیوں کا پار بیڑا نا خدا آئے
مبارک قافلے والو وہ سب کے رہنما آئے

جہاں میں مرسلیں آئے، جہاں میں انبیا آئے
مگر محبوبِ حق بنکر محمد مصطفیٰ آئے

بروزِ حشر جب انجم حضورِ کبریا آئے
دعا ہے گنگناتا حمد و نعتِ مصطفےٰ آئے

ولی کے اوصاف

ہر چیز کو جاننے پہچاننے کے لئے الگ الگ علامتیں اور نشانیاں ہوتی ہیں جن سے وہ ایک دوسرے سے ممتاز ہوتی ہیں اور پہچانی جاتی ہے مثلاً زید کو جو چیز عمر سے تمیز دیتی اور اس سے الگ کرتی ہے وہ زید کے اپنے تشخصات اور مخصوص علامتیں ہیں ورنہ زید اور عمر انسانیت میں دونوں شریک ہیں، اسی طرح انسان اور گھوڑا حیوانیت میں شریک ہیں لیکن ان دونوں کو ایک دوسرے سے جو چیز جدا کرتی ہے وہ اپنی اپنی خاص علامتیں اور صفتیں ہیں۔ اسی طرح ولی اور غیر ولی دونوں انسان ہونے میں شریک اور بہت سی انسانی صفات میں باہم متشابہ و متشاکل ہیں لیکن ولی غیر ولی سے جو جدا ہوتا ہے۔ تو اپنی صفاتِ مخصوصہ سے جدا ہوتا ہے جو اس کے غیر میں نہیں ہیں۔ انہی صفاتِ مخصوصہ سے اس کو غیر ولی پر فوقیت اور فضیلت ہے۔ ذیل میں ہم ان صفات کا شرح و بسط کے ساتھ تذکرہ کریں گے تاکہ لوگ جو صوفیائے کرام کے گردیدہ اور اولیاء عظام پر شیفتہ ہیں ان کو ڈھونڈ سکیں اور ان کے پانے میں کسی مغالطہ اور دھوکہ دینے والے کے دامِ تزویر میں آکر ضلالت و گمراہی کے چاہ عمیق میں نہ گریں اور کسی بھنگی، چرسی، تارکِ صلوٰۃ۔ بندۂ ہوا و ہوس کو اپنا امام و مقتدا بنا کر گلشنِ دین و ایماں کو تاخت و تاراج نہ کریں۔

ولی کی تعریف

ولی ولایت سے مشتق ہے، اس کا وزن فعیل ہے جو فاعل اور مفعول کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے رحیمؔ۔ کریمؔ، راحِمؔ، کادِمؔ کے معنے میں آتا ہے اور جریحؔ و قتیلؔ۔ مجروحؔ و مقتولؔ کے معنی میں۔ ولایت کے معنی محبت، نصرت، قرب کے ہیں اگر ولی فاعل کے معنی میں ہو تو اس کے معنی محب ناصر۔ مقرب کے اور اگر مفعول کے معنی میں ہو تو اس کے معنی محبوب، منصور۔ مقرب کے ہوں گے۔ محبت کی صفت اللہ اور اس کے بندے کے مابین مشترک ہے اللہ بھی بندوں سے محبت کرتا یُحِبُّهُم وَيُحِبُّونَهُ اللہ ان سے محبت کرتا ہے اور وہ اس سے محبت کرتے ہیں۔

نصرت کے معنی بھی حقیقت اور مجاز کے اعتبار سے بندے اور رب کے مابین مشترک۔ من انصاری الی اللہ قال الحواریون نحن انصار اللہ۔ عیسیٰؑ نے کہا، اللہ کی طرف میرا مددگار کون ہے۔ حواریوں نے کہا ہم ہیں اللہ کے مددگار، اللہ حقیقی ناصر ہے بندہ مجازاً

اسی طرح قرب بھی بندے اور رب کے مابین وصف مشترک ہے۔

حدیث میں ہے کہ جب بندہ ایک بالشت قدر رب کے قریب ہوتا ہے تو رب ایک ہاتھ کے قدر قریب ہوتا ہے۔ اور جب بندہ ایک ہاتھ کے قدر قریب ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ دو ہاتھوں کے پھیلاؤ کے مطابق قریب ہوتا ہے۔ بندہ چل کر آتا ہے تو رب دوڑ کر آتا ہے بندہ دوڑ کر آتا ہے تو رب اس کو اپنے قریب کر لیتا ہے۔

ان تینوں معنوں کے اعتبار سے بندہ رب تعالےٰ کا محب بھی ہے، محبوب بھی، ناصر بھی ہے منصور بھی۔ مقرِّب بھی ہے مقرَّب بھی۔ مگر رب تعالےٰ کی محبت جو بندے سے ہے اس کی صفت اور ہے اور جو بندے کو رب تعالےٰ سے محبت ہے اس کی شان اور، یہ دونوں اعتبار اور حقیقت کے لحاظ سے ایک جیسی نہیں۔ اسی طرح دوسرے دو معانی کے مابین بھی یہی فرق ہے اس لئے کہ اللہ کے فعل کا بعینہٖ وہ معنیٰ نہیں ہوتا جو بندے کے فعل کا ہے اگرچہ اسمی اشتراک ہوتا ہے۔

بندے کی محبت

بندے کی اللہ سے محبت کا مفہوم یہ ہے کہ وہ اللہ کو حسب امکان پہچانے۔ طاعات و عبادات پر مداومت کرے۔ معاصی اور گناہوں سے مجتنب ہے لذات دنیا و نفس میں غرق نہ ہو۔

اللہ کی محبت

اللہ کو جب کسی بندے سے محبت ہوتی ہے تو وہ اس کو معاصی اور گناہوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ اس کے نزدیک تک جانے سے بھی روکتا ہے۔ اگر بتقاضائے بشریت، بھول چوک سے کوئی گناہ اس سے ہو جائے تو اس کے دل میں ندامت اور پشیمانی پیدا کرتا ہے کہ وہ رو کر اس سے توبہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت کا طالب ہوتا ہے اور یہ کہ وہ اپنے بندے پر احسانات و انعامات کی بارش کرتا ہے اور اس کو ضلالت و معصیت کی ظلمت سے اطاعت اور اپنے قرب کے نور کی طرف لاتا ہے اور اس سے خوف و حزن کو دور کرتا ہے اور جہلا و ناقدر شناس لوگوں کی ایذا پر اس کو صابر بناتا ہے۔ خلوص اور رضا و تسلیم کی دولت سے اس کو نوازتا اور صحیح الفطرت لوگوں کے دلوں میں اس کی محبت کو ڈالتا ہے کہ وہ اس کو دیکھ کر گرویدہ ہو جاتے ہیں۔

اللہ کا ناصر ہونا

اللہ اپنے بندوں کی مدد کرتا ہے۔ یہ وہ مسئلہ ہے کہ اس میں افہام و تفہیم کی حاجت نہیں۔

بندے کا ناصر ہونا

اللہ کے دین کی مدد کرنا اس کو اللہ کی مدد کہا گیا ہے۔ اللہ کے ولی اپنی جان، و مال اور اولاد اور عزت و وجاہت سے اللہ کے دین کی مدد کرتے ہیں۔

اللہ کا مقرب ہونا

جب بندہ اللہ کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق فرائض و نوافل سے اللہ کا قرب ڈھونڈتا ہے

تو اللہ اپنے بندے کے خود قریب ہو جاتا ہے تاکہ بندے پر قرب کی مسافت کم سے کم ہو جائے، اور اپنی منزل تک پہنچ جائے۔ اگر اللہ بندے کے قریب نہ ہو تو بندے کے لئے اپنی جدوجہد سے رب تعالےٰ کے قریب ہونا ناممکن اور محال ہو جاتا ہے۔ نحن اقرب الیہ من حبل الورید۔ ہم اپنے بندے کی طرف اس کی ورید یعنی رگِ جان سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

بندے کا مقرب ہونا

یہ حقیقت بندے کے لئے بدیہہ اور بالکل واضح ہے کہ ولی اپنے رب کے قرب کا متلاشی ہوتا ہے اور اس کی طلب کے بغیر اس کے دل میں کوئی تمنا نہیں ہوتی۔

قصور کوٹ عثمان خان میں مورخہ ۹ ستمبر کو بعد از نماز مغرب انجمن خدام الصوفیہ قصور کے زیر اہتمام بابو رنگ الٰہی صاحب ناظم مدرسہ نقشبندیہ قصور کے نئے مکان میں یاران طریقت کا برائے حلقۂ ذکر و ختم خواجگان شریف اجتماع ہوا جس میں جنرل سیکرٹری مرکزی انجمن خدام الصوفیہ مولانا حافظ نور احمد صاحب نے بھی شمولیت کی آپ کی قیادت میں تمام یاران طریقت نے خلوص قلب سے پاکستان کے استحکام اور اس کی سالمیت کی دعا کی اور گذشتہ سال سترہ روزہ جنگ میں مسلمانوں کی فتح و ظفر پر مسرت و شادمانی کا اظہار کرتے ہوئے رب تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا۔

دعا جملہ یاران طریقت حضرت امیر ملت قدس سرہٗ کے محبوب نظر مرید رانا بشیر احمد خان صاحب کے لئے دعا کریں کہ رب تعالیٰ بطفیل محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو قید و بند سے رہائی عطا فرمائے۔

✖ ہمارے مہربان اور کرم فرما دوست صوفی عبدالوہاب زاہد چشتی مقیم کراچی جنکا نعتیہ کلام آپ انوار الصوفیہ میں عموماً ہر ماہ پڑھتے ہیں ان کی صاحبزادی بیمار ہے جملہ قارئین سے استدعا ہے کہ اس کی صحت کے لئے دعا کریں

انتقال ہمارے کرم فرما دوست جناب انجم وزیر آبادی جنکا نعتیہ کلام اکثر ماہنامہ انوار الصوفیہ میں چھپتا ہے انکی جوان سالہ صاحبزادی چند ایام بیمار رہ کر عالم دنیا سے انتقال کر گئی ہے تمام قارئین مرحومہ کی مغفرت کے لئے دعا کریں ادارہ انوار الصوفیہ جناب انجم کے ساتھ غم میں برابر کا شریک ہے۔

انتباہ جن خریداروں کو گذشتہ بذریعہ سرخ نشان چندہ ختم ہونے کی اطلاع دی گئی تھی لیکن انہوں نے ابتک سالانہ چندہ ارسال نہیں کیا وہ مہربانی فرما کر رسالہ ہذا وصول کرتے ہی فوراً چندہ ارسال کر دیں ورنہ آئندہ انکے نام رسالہ بند کر دیا جائے گا۔

شکریہ جناب محمد حسن صاحب صوبیدار نمبر جماعتی نے راولپنڈی سے رسالہ کے دو نئے خریدار بنائے ہیں اور آئندہ بھی رسالہ کی امداد کرنے کا وعدہ فرمایا ہے ادارہ انکا شکریہ ادا کرتا ہے اور رسالہ کے بہی خواہان میں تصور کرتا ہے۔
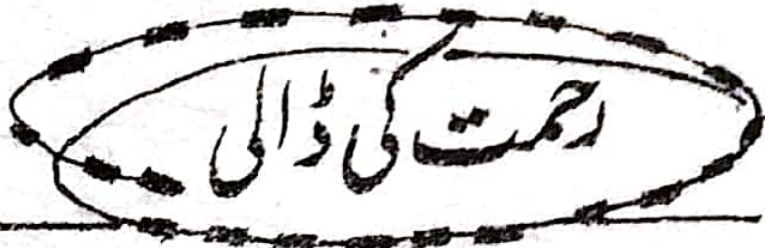
جو والشمس چہرہ ہے رخشندہ عالی — تو واللیل صورت کی کملی ہے کالی!

محمدؐ کی خاکِ قدم جب اٹھا لی — تمنا نے اکسیر اپنی بنا لی

جو سب کی تمنا ہے اللہ والی؛ — تو پھر ہے غریبوں کا اللہ والی

گناہوں سے فردِ عمل ہے یہ کالی — کہ ہے رحمتوں کی گھٹا کالی کالی

ہے میرے گناہوں نے الطاف سے — ہے فردِ عمل پر شفاعت لکھا لی

نظر آتے ہیں اس سے رحمت کے جلوے — دلوں میں جو ہے نورِ ایماں کی جالی

مری پستیوں کو بلندی عطا کی — عجب ہے محمدؐ کا دربار عالی

رخ و زلفِ احمد کے ہیں یہ شگوفے — یہ پھولوں میں خوشبو یہ گلشن کی لالی

محمدؐ کو بھیجا جو رحمت بنا کر — یوں ہی حق نے بنیادِ رحمت کی ڈالی

پڑھے جا وَنَصْرٌ مِّنَ اللّٰہِ ہر دم — مدد رحمتِ حق کی ہے آنے والی

زرِ نقد سے ان کو فرما دے حل تو — الٰہی مری مشکلیں ہیں جو مالی

رہو دینِ احمد سے مسرور ہر دم — کہ دنیا کی تصویر ہے دیکھی بھالی

وہیں آگیا ہاتھ اے دردؔ مقصد
کرم نے ہلا دی جو رحمت کی ڈالی!!

نعت شریف

تابش قصوری
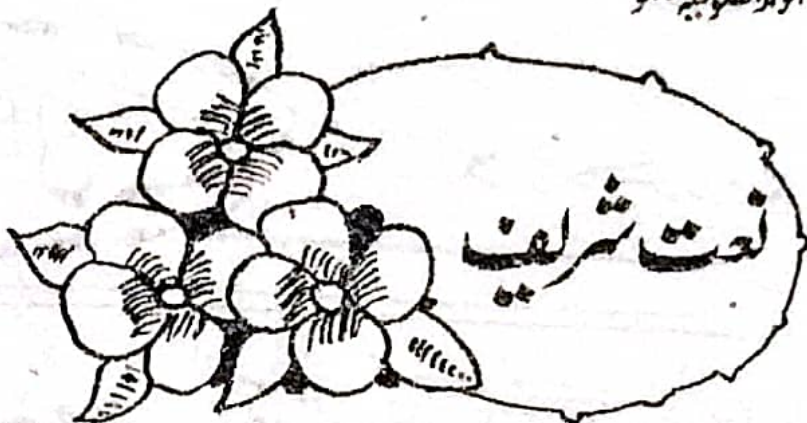
ہے پیش نظر ہر دم مرے روضہ محمدؐ کا!
خدایا مجھ کو دکھلا دے کبھی جلوہ محمدؐ کا

یہی ہے آرزو دل کی یہی میری تمنّا ہے!
رہوں میں دیکھتا پیہم رُخِ زیبا محمدؐ کا!

نہ جنت کی مجھے حسرت نہ مال و زر کا طالب ہوں
الٰہی میرا منشا ہے دکھا چہرہ محمدؐ کا

محمدؐ سرِّ وحدت ہیں محمدؐ رازِ فطرت ہیں
خدائی میں ہے جاری بالیقیں سکہ محمدؐ کا

اسے دنیا کی کیا حاجت اُسے کیا خوف محشر کا
جو جان و دل سے عاشق ہو گیا بندہ محمدؐ کا

بیان اوصاف تابشؔ کیا کرے کوئی محمدؐ کے
کہ نور افشاں ہے عالم میں رُخِ زیبا محمدؐ کا

قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کے کردار و اخلاق کی

تاریخی جھلکیاں

ظلم کا بدلہ پیار سے دے

ایک یہودی تھا جس کا نام تھا لبید اس کو ہمارے رسول مقبول سے سخت دشمنی تھی۔ اس نے دشمنی میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا۔ یعنی حضور کے کنگھے میں سے ایک بال لے کر اس پر کچھ منتر پھونک کے گیارہ گرہیں لگا کر ایک دور جگہ پتھر کے نیچے دبا دیا جس سے یہ ہوا کہ آپ کچھ بیمار رہنے لگے اللہ تعالےٰ نے خواب میں دو فرشتوں کے ذریعہ سے حضور کو اس واقعہ کی خبر دے دی جب بیدار ہوئے تو فرشتوں کی بتائی ہوئی جگہ پر جا کر دیکھا تو ایک پتھر کے نیچے بال پایا جس میں گیارہ گرہیں لگی ہوئی تھیں سو اللہ تعالےٰ نے اپنے محبوب پیغمبر پر یہ دو سورتیں سورۃ ناس اور سورۃ فلق اتاریں ان دونوں سورتوں کی گیارہ آیتیں ہیں تاکہ رسول اللہ ان کی گیارہ آیتوں کو پڑھ کر ہر گرہ پر پھونک کر اس کو کھول دیں چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا اور وہ جادو کا اثر ختم ہو گیا۔ چونکہ فرشتوں نے بتا دیا تھا کہ فلاں شخص نے یہ جادو کیا تھا آپ کے صحابی نے کہا کہ یا رسول اللہ ؐ! آپ ہم کو اجازت دیں تو ہم اس کو قتل کر دیں۔ آپؐ نے فرمایا اللہ نے مجھے تندرستی دے دی اب اس کو قتل کرنے کی کیا ضرورت ہے اس کو معاف کر دیا۔

⁂

فیاضی

ایک بار حضرت حکیم بن حزام ؓ نے حضرت ابوبکر صدیق سے کچھ مانگا۔ آپ نے ان کا سوال پورا کیا۔ پھر مانگا پھر دیا۔ پھر مانگا پھر عنایت فرمایا، لیکن اس کے ساتھ یہ نصیحت فرمائی: "یہ مال نہایت شیریں اور خوش رنگ چیز ہے جو شخص اس کو بغیر لالچ کے لیتا ہے تو اس کو برکت نصیب ہوتی ہے اور جو شخص اس کو حرص و طمع کے ساتھ حاصل کرتا ہے اس کو برکت نصیب نہیں ہوتی یہ شخص ایسا ہی ہے جو کھاتا تو ہے لیکن اس کا پیٹ نہیں بھرتا۔ یہ یاد رکھو کہ اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہرحال بہتر ہے" حضرت حکیم بن حزام پر اس کا یہ اثر ہوا کہ پھر آپ نے کسی سے کچھ طلب نہیں کیا۔ حضرت عمر نے اپنے زمانۂ خلافت میں ان کو عطیہ دینا چاہا مگر انہوں نے رد کر دیا۔ بالآخر حضرت عمر رضہ نے فرمایا کہ مسلمانو!

"گواہ رہنا میں حکیم بن حزام کو اس کا حق دینا چاہتا ہوں اور وہ قبول نہیں کرتے۔"

رُوحانی قوت

حضرت عمر کی خلافت کا زمانہ ہے اور مصر کا علاقہ فتح ہو چکا ہے۔ مصر کا گورنر حضرت عمر نے حضرت عمرو بن عاص کو مقرر کیا ہے ایک دن مصر کے گورنر حضرت عمرو بن

عاص نے دیکھا کہ مصری باشندے ایک جلوس کی شکل میں جا رہے ہیں اور جلوس کے آگے ایک نوجوان لڑکی ہے جسے لوگوں نے دلہن کی طرح سجایا ہوا ہے۔ گورنر نے جب یہ حال دیکھا تو پوچھا یہ کیسا جلوس ہے۔ حضرت عمرو بن عاصؓ کی حیرانی کی کوئی حد نہ رہی جب ان کو معلوم ہوا کہ اسی طرح ہر سال جب جون کی بارہ تاریخ آتی ہے تو ایک نوجوان لڑکی کو آراستہ و پیراستہ کرکے دریائے نیل کی نذر کی جاتی ہے ایسا کرنے سے ان لوگوں کا عقیدہ تھا کہ دریا کا پانی اونچا ہو جاتا ہے اور اراضی سیراب ہونے لگتی ہے

مصریوں کا خیال تھا کہ اگر اس سال لڑکی بھینٹ نہ چڑھائی گئی تو دریا خشک ہو جائے گا۔ اور فصلیں تباہ ہو جائیں گی۔ حضرت عمرو بن عاصؓ نے ان لوگوں کو اس بُری رسم سے روکا اور کہا کہ چند دنوں تک انتظار کریں۔ اور یہ سارا واقعہ حضرت عمرؓ کی خدمت میں لکھ بھیجا تاکہ حکم کے مطابق تعمیل کی جائے حضرت عمرؓ کو یہ واقعہ معلوم ہوا تو آپ نے دریائے نیل کے نام ایک خط لکھا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ اے دریائے نیل!

ہر چیز خدا کے قبضہ میں ہے۔ اور اس کے حکم کے تحت چلتی ہے۔ اے دریائے تو پہلے بھی خدا کے حکم سے بہتا تھا اب بھی تجھے خدا تعالیٰ کے حکم سے جاری رہنا چاہیئے۔ لیکن یاد رکھ اگر انسانی جان کی قربانی بھینٹ یا نذر سے چلتا ہے۔ تو عمر تیرے خلاف تلوار اٹھائے گا۔ کیونکہ اسلام میں انسانی قربانی منع ہے۔ تاریخ شاہد ہے۔ کہ جب حضرت عمرؓ کا مکتوب دریائے نیل میں ڈالا گیا تو دریا میں اتنا جوش آیا کہ سارا علاقہ سیراب ہو گیا۔ اور پہلے سے زیادہ اناج پیدا ہوا۔ اس دن سے لے کر آج تک دریائے نیل کبھی خشک نہیں ہوا۔

مصروفیت

حضرت علیؓ اپنی خلافت کے زمانہ میں بے حد مصروف کار رہتے تھے۔ دن امور سیاست میں گزرتا اور رات عبادت میں۔ لوگوں نے عرض کی یا حضرت آپ اتنی زحمت کیوں اٹھاتے ہیں۔ فرمایا اگر دن کو کام نہ کروں تو رعایا پر ظلم ہوگا اور رات کو اگر عبادت نہ کروں تو اپنے آپ پر۔

مہمان نوازی

ایک بار ایک فاقہ زدہ شخص رسول کریمؐ کی خدمت میں آیا۔ اور کھانے کے بعد کچھ مانگا۔ اس وقت آنحضرت صلعم کے پاس پانی کے سوا کچھ نہیں تھا۔ آپ نے صحابہ پر نظر ڈالی اور فرمایا آج کی شب اس مہمان کو کون میزبان ہوگا۔ حضرت ابوطلحہ نے کہا یا رسول اللہ مجھے میزبانی کے فرائض انجام دینے دیجئے چنانچہ آنحضرت صلعم نے اس شخص کے حضرت ابوطلحہ کے ہمراہ کر دیا۔ حضرت ابوطلحہؓ اس کو گھر لے آئے۔ بیوی سے پوچھا کھانے کے لئے کچھ ہے۔ بیوی نے کہا تھوڑا کھانا ہے۔ جو بچوں کیلئے ہے۔ آپ نے فرمایا بچوں کو بہلاؤ تاکہ وہ سو جائیں کھانا چونکہ کم تھا۔ جس سے صرف ایک شخص کھا سکتا ہے۔ آپ نے یہ ترکیب کی کہ چراغ بجھا دیا۔ اور مہمان کے آگے کھانا رکھ دیا۔ اور مہمان کے ساتھ یہ ظاہر کرنے لگے کہ وہ بھی مہمان کے ساتھ کھانے میں شریک ہیں۔ صبح کو آنحضرت صلعم کی خدمت میں حضرت ابوطلحہ حاضر ہوئے۔ تو حضورؐ نے فرمایا۔ خدا تعالیٰ نے اس حسن سلوک سے بہت خوش ہوا اور یہ آیت نازل فرمائی۔

وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۞

وہ دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں گو وہ خود تنگ دست ہوں۔

محمد شریف قادری گوبند پورہ لائلپور

اہل سنت اور انکے مخالفین کا ماضی

تاریخ کے آئینے میں

حالات کی ستم ظریفی دیکھئے کہ موجودہ دور میں ہمارے قومی اخبارات خواہ وہ ٹرسٹ کے ہوں یا غیر ٹرسٹ کے ان میں اکثر دیوبندی وہابی عملہ ہونے کی وجہ سے ہمارے مخالفین مذہب وہابیوں دیوبندیوں کو ان اخبارات میں جو اثر و رسوخ حاصل ہے۔ اس کے بل بوتے پر آج یہ گمراہ کن بلکہ مضحکہ خیز پروپیگنڈہ کیا جارہا ہے کہ برصغیر کی تاریخ میں ملی مذہبی اور سیاسی لحاظ سے دیوبندیوں اور وہابیوں کا تو بہت حصہ ہے اور ان کا ماضی شاندار ہے مگر اہل سنت وجماعت جسے موجودہ دور میں بریلوی کہا جاتا ہے۔ اس کا برصغیر کی تاریخ میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ اور اس نے کوئی ایسا کارنامہ سرانجام نہیں دیا ہے جو کہ قابل فخر ہو — حال ہی میں لائلپور کا ایک روزنامہ جو کہ ملت کے نام سے شائع ہوتا ہے اس کا مدیر وہابی ہے اس نے مولوی ثناء اللہ امرتسری کی کہانی شائع کی تو اس نے ضمنی طور پر اپنے قارئین کو یہی سبق دیا کہ برصغیر میں وہابیوں نے ہندوستان میں رونما ہونے والی تمام تحریکوں میں حصہ لیا اور مسلمانوں کے دلوں کو نور اسلام سے جگمگایا مگر بریلویوں نے برصغیر کی تاریخ میں کوئی تبلیغ کی خدمت سرانجام نہیں دی بلکہ اس نے بدعتیں پھیلائی ہیں۔

اسی طرح کچھ عرصہ ہوا روزنامہ امروز ملتان ایڈیشن میں کراچی کے ایک دیوبندی مولوی صاحب کی تقریر شائع ہوئی اس نے بھی یہی رٹ لگائی ہوئی تھی کہ برصغیر میں اسلام کا ڈنکا بجانے والی صرف دیوبندیوں کی جماعت تھی۔ اگر یہ جماعت نہ ہوتی تو آج برصغیر میں خدا اور اس کے رسول کا نام لینے والا کوئی نہ ہوتا۔ الغرض عمومی طور پر اخبارات میں دیوبندیوں و وہابیوں کی اکثر تقریریں یا مضمون شائع ہونے دیتے ہیں جن میں فقط یہی نغمہ سرائی کی جاتی ہے۔ گو وقتی طور پر یہ لوگ پریس میں اثر و رسوخ ہونے کی بنا پر ایسا پروپیگنڈہ کر کے لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنا چاہتے ہیں مگر یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ اصل حقائق اس کے بالکل برعکس ہیں۔ جب ہم تاریخ کے آئینہ میں حالات کا جائزہ لیتے ہیں تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ برصغیر کی تاریخ میں اہل سنت و جماعت کا بیش بہا حصہ ہے۔ انہوں نے ہندوستان میں سیاسی مذہبی ہر تحریک میں بھرپور حصہ لیا ہے۔ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع جلا کر لوگوں کے دلوں کو حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جگمگایا ہے۔ مسلمانوں کے مفاد کے لئے ہر بڑی سے بڑی قربانی دی ہے۔ مگر دیوبندیوں، وہابیوں

نے سراسر اس کے الٹ کام کئے ہیں انہوں نے الٹے پلٹے
فتوے لگا کر مخالفین اسلام کو خوش کیا اور چڑھتے سورج
کے پجاری بن کر ہر اس حکومت کو سلام کیا جو کہ عہدۂ اقتدار
پر فائز تھی خواہ یہ حکومت مسلمانوں کے لئے ظالم و جابر ہی
کیوں نہ ہو۔ ہندوستان میں شیر میسور سلطان ٹیپو شہید
علیہ الرحمۃ کی شہادت کے بعد جب رفتہ رفتہ مغلیہ حکومت
کا قافیہ تنگ کرنا شروع کر دیا اور آخر مغلیہ حکومت قلعہ
معلی تک محدود ہو کر رہ گئی۔ تو ہندوستان کے تمام باشندے
انگریزوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ مگر وہابیوں کے
سرغنہ مولوی اسمٰعیل دہلوی وغیرہ نے انگریز دوستی کا ثبوت
دیتے ہوئے یہ اعلان کیا کہ انگریز حکومت ایک رحمدل گورنمنٹ
ہے۔ جس کی فرمانبرداری ہر مسلمان پر فرض ہے اور یہ بھی
فرض ہے کہ اگر انگریزوں پر کوئی حملہ آور ہو تو مسلمان
انگریزوں کی مدد کریں۔ سیرت احمدیہ مصنفہ مولوی محمد
جعفر تھانیسری۔ آخر جب مولانا صاحب نے ہر جگہ یہی
فتوی دیا تو حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ
نے انگریزوں کے خلاف فتوئ جہاد دیکر مولوی اسمٰعیل
دہلوی کے فتوے کی تردید کی۔ ۱۸۵۷ء میں جب انگریزوں
کو ہندوستان سے بوریا بستر گول کرانے کے لئے جنگ
آزادی شروع کی گئی تو اس میں بھی وہابیوں نے نہ صرف
حصہ لینے سے انکار کر دیا بلکہ جو لوگ انگریزوں کے
خلاف برسر پیکار تھے انہوں نے ان کو بھی برا بھلا کہا
وہابیوں کے شیخ الکل مولوی نذیر حسین دہلوی نے اس
جہاد کو ایک شورش قرار دیا اور اس میں حصہ لینے والوں
کو [illegible] کہا علاوہ ازیں باغیوں کا خطاب دیا۔

بحوالہ حیات الممات دیوبندیوں کے مشہور مولوی رشید
احمد گنگوہی بھی انگریزوں کے نمک خوار تھے۔ چنانچہ مولوی
عاشق الٰہی میرٹھی مولوی رشید احمد گنگوہی کے عقیدت مند
نے مولوی رشید احمد صاحب کے حالات میں کتاب تذکرۃ
الرشید لکھی ہے جس میں مولوی رشید احمد صاحب ۱۸۵۷ء
کو جنگ آزادی کے مجاہدین کو مخاطب کر کے کہتے ہیں بعض
کے سروں پر موت کھیل رہی تھی۔ انہوں نے رحم دل
گورنمنٹ کا امن کا زمانہ نہ دیکھا اور بغاوت کر دی۔ مولوی
نذیر حسین کا تو یہ عالم ہے کہ ایسے گورنمنٹ انگریزی نے
انعام و اکرام سے بھی نوازا تھا۔ مولوی نذیر حسین ایک دفعہ
حج کو گیا تو انگریزوں کی طرف سے سعودی عرب میں برطانیہ
کے سفیر کے نام آپ کو ایک چٹھی دی گئی جس میں یہ درج تھا
کہ مولوی نذیر حسین حکومت کا خاص آدمی ہے۔ لہذا اس
کی ہر طرح سے مدد کی جائے اور اسے کوئی تکلیف نہ پہنچنے پائے
اس طرح مولوی اشرف علی تھانوی کا بھائی حکومت انگلشیہ
میں سی آئی ڈی کے عہدہ پر فائز تھا الغرض اکثر وہابی دیوبندی
علماء نے انگریزوں کی حکومت کا دم بھرا ہے خود وہابیوں کے
ایک مولوی عبدالمجید سوہدری نے جو کہ لاہور سے ایک رسالہ
نکالتے ہیں اپنی ایک کتاب انگریز اور وہابی میں اس موضوع
کو تسلیم کیا ہے مولوی عبدالمجید نے لکھا ہے کہ کتنے افسوس
کی بات ہے بعض وہابیوں نے انگریزوں کی حمایت
بھی کی اور انعام بھی پایا۔

ان حوالہ جات کے باوجود اگر کوئی آج یہ نعرہ لگاتا ہے
کہ وہابی قوم نے مسلمانوں کی بیش بہا خدمات سرانجام دی
تو بالکل من گھڑت ہے۔ طوالت کے خوف سے یہ

مختصر اور چند علماء کے حوالہ جات ہیں۔ ورنہ اس موضوع
پر بے شمار حوالے پیش کئے جا سکتے ہیں۔ ہندوستان میں
تحریک پاکستان کا آغاز ہوا تھا۔ اسوقت بھی وہابیوں نے
پاکستان کی زبردست مخالفت کی مولوی حسین احمد ٹانڈوی
المشہور مدنی نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا کئی مولویوں نے مسلم
لیگ میں شرکت کے خلاف حرام کے فتوے دیئے۔ مولوی سید
عطاء اللہ شاہ بخاری کی جماعت احرار نے تحریک پاکستان کے
خلاف بے حد زہر افشانی کی حال ہی میں سرگودھا میں دیوبندی
کے ایک مولوی محمد شفیع کا انتقال ہوا ہے۔ یہ شخص بھی احراری
تھا ظاہر ہے کہ احرار پاکستان کی مخالف تھی اسی نسبت
سے یہ مولوی صاحب بھی تحریک پاکستان کے مخالف تھے۔
حال ہی میں امروز لاہور میں مولوی محمد شفیع سرگودھا
پر ایک مضمون شائع ہوا۔ مضمون نگار نے محض زور قلم کے
ذریعے مولوی صاحب کے متعلق لکھا ہے کہ وہ تحریک پاکستان
کے حمایتی تھے۔ مگر یہ کہیں بھی نہیں لکھا کہ انہوں نے کیسے
پاکستان کی حمایت کی بلکہ انہوں نے ہی لکھا ہے کہ مولوی صاحب
احراری تھے۔ اب ہر شخص پر واضح ہے کہ احرار نے پاکستان
کے متعلق انتہائی پراگندہ کردار ادا کیا تھا۔ ہندوستان میں
جمعیت العلماء ہند جو کہ دیوبندیوں کی سیاسی جماعت تھی
اس نے بھی پاکستان کی بے حد مخالفت کی۔ چنانچہ ایک موقعہ
پر قائداعظم کو اسی جماعت کے ایک رکن مولانا آزاد کو
شو بوائے کہنا پڑا۔

اب ذرا اسی کے برعکس اہل سنت وجماعت کے
کارناموں کی تاریخ بھی دیکھئے۔ ہندوستان میں انگریز اس
کے خلاف سب سے پہلے اہل سنت والجماعت کے ہی ایک
عالم شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمت نے فتویٰ
جہاد صادر کیا۔ اس کے بعد جب ۱۸۵۷ء میں جنگ
آزادی کا آغاز ہوا تو اس میں اہل سنت وجماعت علماء
پیش پیش تھے۔ جن میں حضرت مولانا فضل حق خیرآبادی
کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے۔ حضرت مولانا فضل حق
نے جنگ آزادی میں بھرپور حصہ لیا آپ نے انگریزوں
کے خلاف فتویٰ جہاد صادر کیا۔ یہ فتوہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی
کے دوران دیا گیا آپ نے کئی دفعہ انگریزوں کے خلاف تقریریں
بھی کیں۔ آپ بہادر شاہ ظفر کی مجلس مشاورت میں بھی
شامل رہے۔ یہ مجلس مجاہدین آزادی کو ہدایات دینے کے
لئے قائم تھی۔ آپ نے ۱۸۵۷ء کی جنگ میں جو کچھ پاس تھا
تمام مجاہدین آزادی کے فنڈ میں دے دیا تھا۔ چنانچہ جب
اس جنگ کا ناکامی کی صورت میں اختتام ہوا تو آپ گرفتار
کر لئے گئے۔ عدالت میں پیش ہوئے تو استغاثہ نے آپ
کے خلاف جو گواہ پیش کیا وہ منحرف ہو گیا اور کہنے لگا کہ
یہ مولانا فضل حق نہیں ہیں۔ جنہوں نے انگریزوں کے خلاف
فتویٰ دیا تھا اور جو بار بار انگریزوں کو غاصب کہتے ہیں۔
آپ نے جب گواہ کو منحرف ہوتے دیکھا تو فوراً گواہ کے ان
الفاظ کی تردید کی اور کہا کہ گواہ محض میری شخصیت سے
مرعوب ہو کر منحرف ہو گیا ہے۔ میں ہی وہ فضل حق
ہوں جس نے انگریزوں کے خلاف فتویٰ دیا تھا۔ میں آج
بھی اس فتوے پر قائم ہوں اور انگریزوں کو اب بھی
ایک غاصب لٹیرا قوم سمجھتا ہوں۔ عدالت کی طرف سے
بھی آپ کو پیشکش ہوئی کہ اگر آپ اپنے بیان سے
انحراف کریں تو آپ کو بری کیا جا سکتا ہے۔ مگر آپ نے

اپنے بیان سے منحرف ہونے سے انکار کر دیا۔ آخر عدالت کی طرف سے آپ کو کالے پانی کی سزا ہوئی۔ کالے پانی میں آپ نے کئی کتابیں تصنیف کیں۔ جن میں الثورۃ الہندیہ قابل ذکر ہے۔ اس کتاب میں آپ نے ہندوستان کی سیاست پر قلم اٹھایا اور اپنی گرفتاری و جنگ کے حالات قلم بند کئے آخر عمر میں آپ بیمار ہوئے۔ انگریز سپرنٹنڈنٹ کی طرف سے آپ کو پیش کش کی گئی کہ اگر آپ اب بھی یہ کہہ دیویں کہ مجھے اپنے فتوے پر افسوس ہے تو۔۔۔۔ آپ کو رہا کیا جا سکتا ہے آپ شیرانہ انداز سے گرجے اور کہا خبردار مت ایسی بات زبان پر لانا میں اب بھی اپنے موقف پر سختی سے قائم ہوں۔ آخر آپ نے جزیرہ انڈیمان، کالے پانی میں ہی وفات پائی۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

اسی طرح دیگر اہل سنت وجماعت کے بھی لاتعداد علمائے کرام اس جنگ آزادی میں شامل رہے۔ جن میں مفتی عنایت احمد کاکوروی مولانا فضل رسول بدایونی مولوی صدر الدین صدر الصدور مولوی مبارک علی رام پوری حضرت مولانا صوفی احمد اللہ شاہ صاحب کا نام قابل غور ہے آخر الذکر مولانا صوفی احمد اللہ شاہ صاحب نے بیش بہا خدمات سرانجام دی ہیں آپ نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی سے دس سال پہلے ہی انگریزوں کے خلاف تقریریں کرنی شروع کر دی تھیں جس وقت ۱۸۵۷ء میں جنگ آزادی شروع ہوئی تو آپ نے لکھنؤ میں انگریزوں کے خلاف قومی حکومت بھی قائم کی جس میں انہوں نے اپنے نام کا سکہ جاری کیا۔ آخر انگریزوں نے سازشوں کے ذریعے آپ کو شہید کر دیا۔ اسی طرح دیگر علماء نے بھی جنگ آزادی میں سرفروشانہ کردار ادا کیا جو کہ تاریخ کا ایک زریں باب ہے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد بھی ہندوستان میں جو تحریکیں رونما ہوئیں علمائے اہل سنت ان میں پیش پیش رہے۔ تحریک خلافت کا آغاز ہوا تو اس میں بھی اہل سنت نے حصہ لیا حضرت امیر ملت قبلہ عالم پیر سید جماعت علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ نے لاکھوں روپیہ خود چندہ دیا اپنے مریدوں سے بھی لاکھوں روپیہ دلوایا۔ علامہ اقبال کے خطبہ الہ آباد کے بعد تحریک پاکستان کی جدوجہد میں میدان عمل میں آئے اور انہوں نے دامے درمے سخنے تحریک پاکستان کی بھرپور حمایت کی۔ قبلہ عالم امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے جگہ جگہ پاکستان کی حمایت میں تقریریں کیں۔ ایک قد آدم اشتہار شائع کیا جس میں پاکستان کی حمایت نہ کرنے والوں کے متعلق کہا گیا تھا کہ پاکستان کے مخالفین مسلمانوں کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کرنے دیا جائے۔ علاوہ ازیں آپ نے اپنے صاحبزادوں پوتوں سے بھی پاکستان کی حمایت میں جگہ جگہ تقریریں کروائیں۔ اس کے علاوہ حضرت سید محمد احمد قادری صاحب مولانا نعیم الدین مراد آبادی مولانا عبدالغفور ہزاروی مولانا عبدالحامد بدایونی و ابوالحسنات شمس الدین سیالوی وغیرہم لاتعداد علمائے کرام نے تحریک پاکستان کی جانگداز جدوجہد میں حصہ لیا۔ حضرت مولانا سید احمد قادری صاحب جو کہ لاہور سے تعلق رکھتے ہیں اور جو کہ مسجد وزیر خاں کے خطیب تھے۔ انہوں نے ۱۹۴۰ء میں جب قرار داد پاکستان

منظور ہوئی تو اس کی پرزور حمایت کی۔ بعد ازاں آپ حج کو مکہ معظمہ تشریف لے گئے اور وہاں آپ نے عالم اسلام کے علماء کو پاکستان سے متعارف کرایا عالم اسلام کے علماء کو پاکستان سے متعارف کرانے کے بعد آپ وطن آئے اور پاکستان کی حمایت میں تقریریں کرتے رہے۔ قیام پاکستان کے بعد جب ۱۹۴۸ء میں جہاد کشمیر شروع ہوا تو آپ نے اس میں بھی بھرپور حصہ لیا اور آپ کو جہاد کشمیر کا خطاب ملا۔ اس طرح دوسرے علماء نے بھی اپنے اپنے حلقہ اثر میں پاکستان کی حمایت میں بے پناہ کام کیا مولانا نعیم الدین مراد آبادی نے ۱۹۴۶ء میں بنارس شہر میں سنی بنارس کانفرنس کے نام سے ایک کانفرنس منعقد کی اس کانفرنس میں دو ہزار علماء اہل سنت شریک ہوئے۔ اور اس کانفرنس میں تحریک پاکستان کی پرزور حمایت کی گئی مولانا نعیم الدین صاحب نے خود دو گھنٹہ تک تقریر کی جس میں انہوں نے علماء سے اپیل کی کہ وہ اپنی شعلہ نوائیوں سے کانگریسی ملاؤں کا پاکستان کی مخالفت میں گمراہ کن پروپیگنڈہ پوری شد و مد سے زائل کریں مولانا عبدالحامد بدایونی نے صوبہ سرحد سے کانگریسیوں کا زور توڑا علاوہ ازیں ہندوستان میں جگہ جگہ پاکستان کے متعلق سیاسی جلسوں سے خطاب کیا الحاصل تمام علمائے کرام نے ہندوستان میں اسلامیان کی مفاد کی خاطر بیش بہا خدمات سرانجام دیں۔ ان واقعات کے باوجود جو کہ مختصر طور پر دیئے جا رہے ہیں یہ مضحکہ خیز باتیں کرنا کہ اہل سنت والجماعت کا ماضی کی تاریخ میں کوئی مقام نہیں ہے سراسر جہالت ہے اور دیوبندیوں وہابیوں کے متعلق یہ کہنا کہ انہوں نے برصغیر میں اسلامیان ہند کے مفاد کیلئے بے بہا کام کیا ہے سراسر تاریخ کو مسخ کرنے کے مترادف ہے جسے کسی بھی حالت میں برداشت نہیں کیا جا سکتا راقم الحروف کی طرف سے یہ مضمون بالکل مختصر ہے ورنہ اہل سنت کے شاندار ماضی کے متعلق ہمارے مخالفین وہابیوں کے سیاہ ماضی کے متعلق ایک طویل کنار مضمون رقم کیا جا سکتا ہے "مگر" سودا خدا کے واسطے اب کر تمام - - - - - - - - کے مصداق ہم مختصر طور پر لکھ رہے ہیں اور حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ ان اخبارات کے منہ میں لگام دے جو صحافیانہ اصول کو بالائے طاق رکھ کر فرقہ دارانہ جذبات پر مبنی مضمون ہمارے مخالفین کے غلط ملط شائع کر کے قارئین کو گمراہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

کوہاٹ

کوہاٹ میں ہر جمعہ کو بابو عبدالعزیز کے مکان پر حلقہ ذکر ہوتا ہے۔ جس میں شہر اور مضافات کے کثیر یاران طریقت شرکت کرتے ہیں۔

★

بقیہ رحمۃ للعالمین ص سے آگے

کا دست مبارک ابھی ان ہڈیوں کے اوپر ہی تھا اور زبان مبارک سے کچھ پڑھ ہی رہے تھے کہ کان جھاڑتی ہوئی وہ بکری اٹھ کھڑی ہوئی۔ حضور نے فرمایا

جابر! لے یہ اپنی بکری لے جا!

سوال: آپ نے رسالہ انوار الصوفیہ میں مفتاح الحاجات کے نام سے جن تعویذات و عملیات کے شائع کرنے کا اہتمام کیا ہے بہت مفید ہے۔ کیا ہم کو ان سے فائدہ اٹھانے کی اجازت ہے؟

الجواب: قارئین انوار الصوفیہ کو اجازت ہے۔

سوال: بعض علماء کہتے ہیں کہ جمعہ کے دن، جمعہ کی نماز فرض نہیں ہے۔ بلکہ ظہر کی نماز فرض ہے۔ کیا ہم جمعہ کے دن جمعہ کی نماز پڑھیں یا جمعہ کو ترک کر دیں اور اس کی بجائے ظہر کی نماز پڑھیں۔ یا ہر دو نمازوں کو پڑھیں۔ یہ بات ہم کو ذرا وضاحت سے سمجھا دیں؟

الجواب: جمعہ کے دن تو جمعہ کی نماز فرض مگر اس کی فرضیت کے لئے شرائط ہیں۔ ان کے وجود اور تحقیق میں فقہا اور علماء کا سخت اختلاف ہے۔ جس کی وجہ سے جمعہ کی نماز سے اطمینان اور سکون قلب نہیں ہوتا کہ اس وقت کی جو نماز ہم پر فرض ہے اس سے ہم فارغ ہو گئے۔ اس لئے ہمارے علماء و مشائخ نے فتویٰ دیا ہے کہ جمعہ کی دو رکعتوں کے بعد اولاً چار رکعت سنت پڑھے۔ پھر چار رکعت اس نیت سے کہ میرے ذمہ جو نماز ہے اور میں نے اس کو ادا نہیں کیا پڑھتا ہوں۔ بعد ازاں دو رکعت سنت اور دو رکعت نفل ہمارے مشائخ کا ہم کو یہی حکم ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

سوال: اس جگہ پر اعلیٰ حضرت امیر ملت قبلۂ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے استمداد کے طور پر مندرجہ ذیل رباعی پڑھتے ہیں

مشکلات بے عدد داریم
المدد شاہ جماعت پیر ما

المدد پیر سید جماعت علی
مشکلیں حل کر والے خدا کے ولی
دل کو روشن کر والے خدا کے ولی

یہاں کے کئی لوگ کہتے ہیں کہ ان شعروں کے پڑھنے سے شرک لازم آتا ہے۔ آپ قرآن اور حدیث کی روشنی میں تحریر فرمائیں کہ اللہ کے ولیوں سے مدد مانگنا شرک نہیں ہے؟

الجواب: اللہ کے ولی مظہر عون الٰہی ہوتے ہیں۔ یعنی اللہ کا جو وصف بندوں کی مدد کرتا ہے۔ یہ اس کے مظہر ہوتے ہیں۔ اگر اپنی مشکلات و مصائب میں ان سے

مدد مانگی جائے۔ بشرطیکہ عقیدہ یہی ہو کہ حقیقی ناصر و مددگار اللہ تعالیٰ ہے۔ اللہ ان کے توسط سے مشکلات حل کرتا ہے تو شرک نہیں۔ اگر ان کو حقیقی مددگار یا مشکل کشا جانے تو شرک ہے۔ لیکن یہ عقیدہ کسی مسلمان کا نہیں ہے۔ قرآن پاک میں ہے

واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ

ایمان والو تم صبر اور نماز سے مدد مانگو حالانکہ صبر اور نماز بھی تو اللہ کا غیر ہے۔ تو کیا یہ بھی شرک ہے اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو اولیاء اور مشائخ سے مدد مانگنا بھی شرک نہیں ہے۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا

انصر اخاک ظالماً و مظلوماً (مشکوٰۃ)

تو اپنے بھائی کی مدد کر ظالم ہو یا مظلوم

گر مدد کرنا شرک ہوتا تو آپ کیوں حکم دیتے۔ قرآن میں ہے تعاونوا علی البر۔ تم ایک دوسرے کی مدد کرو نیکی میں۔ مدد کرنا اللہ کی صفت مخصوص نہیں لہٰذا اس کے غیر سے استمداد کرنا شرک نہیں ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

سوال: حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نور ہیں یا بشر۔ یہاں اس طرف ہم میں بعض لوگ ایسے ہیں۔ جو کہتے ہیں کہ آپ بشر ہیں مہربانی فرما کر وضاحت کریں کہ ہم حضور کے متعلق کیا عقیدہ رکھیں (اسماعیل منٹگمری)

الجواب: قد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین۔ بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور آیا۔ اور کتاب روشن

اس آیت میں اللہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نور کہا ہے اور آپ یقیناً نور ہیں۔ آپ کے اس وصف اور نام کا انکار کرنا قرآن کا انکار ہے جو کفر ہے اور آپ کا بوصف نور ہونا بشریت کے منافی نہیں ہے۔ آپ نور بھی ہیں اور بشر بھی جس نے نور کا انکار کیا اور صرف بشریت کا قائل ہوا وہ بھی گمراہ ہوا اور جس نے بشریت کا انکار کیا اور صرف نور کا قائل ہوا وہ بھی اسلام کی راہ سے دور ہوا۔ آپ نور بھی ہیں اور بشر بھی۔ بشروں میں کوئی بشر آپ جیسا نہیں اور نوریوں میں کوئی نوری آپ کا ہم پایہ نہیں۔ آپ کی رفعت شان تمام بشروں اور تمام نوریوں سے بہت بلند ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

سوال: ہمارے یہاں کے شیعہ لوگ داڑھی منڈھواتے ہیں اور مونچھیں بڑھاتے ہیں اور جب ان کو اس سے منع کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ مولیٰ علی کے شاہ پر ہیں آپ فرمائیں کیا ان کی کتابوں میں داڑھی بڑھانے اور مونچھیں کٹوانے کا حکم نہیں ہے۔ (ملا خیر دین چنیوٹ)

الجواب: کیوں نہیں۔ ان کی کتابوں میں داڑھی منڈھانے اور مونچھیں بڑھانے والوں کو یہودی کہا گیا ہے چنانچہ شیعہ کی مستند کتاب حدیث من لا یحضرہ الفقیہ میں ہے

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
احفوا الشوارب واعفوا اللحی ولا
تشبہوا بالیہود۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مونچھیں کٹاؤ اور داڑھی بڑھاؤ اور یہود سے مشابہ نہ ہو۔

مولٰنا ابوالنور محمد فاضل کوہاٹی

امیرِ ملت کی
سوانح حیات کی چند جھلکیاں

کلام حضور والا شان رحمۃ علیہ کا کلام سادہ ہوتا جو آسانی سے ذہن نشین ہو جاتا اور سب لوگوں کی سمجھ میں آجاتا، مدلّل ہوتا اور مختصر اور جامع ہوتا۔ جس کا نمونہ ملفوظات طیبات میں موجود ہے۔ فرمایا ایک دفعہ جموں میں ایک شیعہ تحصیلدار میرے پاس آیا۔ میں نے پوچھا تحصیلدار صاحب اگر آپ ایک سو سال پہلے کی مثلیں نکال کر ان کے فریقین کو عدالت میں طلب کرنے کا حکم دیں تاکہ ان کے مابین فیصلہ کریں تو لوگ کیا کہیں گے۔ اس نے کہا کہ لوگ یہی کہیں گے کہ تحصیلدار کی عقل ماری گئی۔ سو سال قبل کے فریقین فوت ہو چکے ان کو بلانا اور ان کا تصفیہ کرنا کونسی عقلمندی ہے فرمایا تو پھر آپ تو تیرہ سو سال قبل کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مثلیں نکال کر فیصلے کر رہے ہیں یہ کہاں کی عقلمندی ہے۔ تحصیلدار کے پاس کیا جواب تھا۔ خاموش ہو کر رہ گیا اور سمجھ گیا کہ شیعہ مذہب ٹھیک نہیں مجھے یاد نہیں کہ حضور نے اس کے متعلق کیا فرمایا۔ وہ شیعہ خیالات سے تائب ہوا یا نہ۔ اسی طرح فرمایا۔ ایک دفعہ میں سیکنڈ کلاس میں سفر کر رہا تھا۔ ایک وکیل صاحب آبیٹھے پوچھنے لگے آپ کا پیشہ؟ میں نے سوچا کہ کیا بتاؤں میں نے کہدیا کہ زمینداری اس نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا۔ یہ ہاتھ تو زمینداروں کے نہیں، میں نے کہا وکیل صاحب آپ نے سوچ کر بات نہیں کی۔ کیا یہ ضروری ہے کہ زمیندار اپنے ہاتھ سے زمینداری کرے۔ کیا وہ مزارع نہیں رکھ سکتا۔ اب وکیل صاحب کے پاس کوئی جواب نہ تھا اسی طرح فرمایا کہ گورنر مدینہ نے مجھے پوچھا کہ تم علیحدہ جماعت کیوں کراتے ہو۔ میں نے جواب دیا میں نماز پڑھتا ہوں جو لوگ پیچھے آکر کھڑے ہو جاتے ہیں اُن سے پوچھو کہ کیوں کھڑے ہوتے ہیں۔ گورنر مدینہ لاجواب ہو گیا۔ فرمایا ایک دفعہ میں جا رہا تھا، گھوڑی پر سوار تھا۔ ایک زمیندار ہل چلا رہا تھا۔ ہل چھوڑ کر آیا اور گھوڑی کی باگ پکڑی اور کہا، ایک مسئلہ بتائیں رات ہمارے گاؤں میں ایک مولوی آیا تھا۔ تمام رات اُس نے سونے نہیں دیا۔ کہتا تھا کہ جس پر غیر اللہ کا نام آجائے وہ چیز حرام ہو جاتی ہے۔ فرمایا میں نے کہا چودھری

یہ بیل کس کے۔
اُس نے کہا میرے، کھیت کس کا۔ اُس نے کہا میرا، پاس ایک لڑکی تھی، میں نے پوچھا یہ لڑکی کس کی اُس نے کہا میری، فرمایا میں نے کہا کہ چودھری خدا کا نام تو تم نے کسی پہ نہیں لیا سب حرام ہو گئے۔ کہنے لگا، شاہ صاحب بس مسئلہ سمجھ لیا۔ فرمایا مولوی سے کہدو تمہاری ماں اللہ کی بندی تھی۔ جس وقت اُس پہ تمہارے والد کا نام آیا اُس کی بیوی بنی۔ پھر تم پیدا ہوئے۔ اگر وہ حرام ہے تو تم کون ہوئے۔

شفقت

حضور والا شان رحمۃ اللہ علیہ کی شفقت عام تھی۔ ہر یار طریقت سمجھتا تھا، کہ سب سے زیادہ مجھ پہ شفیق ہیں۔ ایک دفعہ گرمیوں کے موسم میں راقم پرانی حویلی کی چھت پہ سویا ہوا تھا۔ رات کو اٹھا اور نیچے اُترنے لگا، اندھیرا تھا۔ اُوپر کی سیڑھی سے پاؤں پھسلا اور معلوم نہیں میں کس طرح شنیش محل کے سامنے سیڑھیوں کے سرے پر آ گرا۔ کیونکہ سیڑھیاں چکر کھا کر آتی ہیں۔ صرف کندھا چھیلا گیا اور کوئی تکلیف نہ ہوئی اور نہ کوئی چوٹ لگی۔ حضور والا شان رحمۃ اللہ علیہ شنیش محل کے ملحقہ کمرے میں آرام فرما تھے۔ گرنے کی آواز سُنتے ہی ننگے سر اور ننگے پاؤں مرآمدے میں باہر نکل آئے اور فرمایا کون گرا۔ میں نے عرض کی میں گرا ہوں۔ فرمایا چوٹ تو نہیں لگی، میں نے عرض کی کندھا چھل گیا حاجی محمد بوٹا صاحب کو حکم فرمایا کہ مدینہ شریف سے جو روغن لائے ہوئے ہیں اس کی پٹی لگا دو۔ حاجی محمد بوٹا صاحب نے ملحقہ کمرے میں پٹی لگا دی۔ جو زخم ٹھیک ہونے کے بعد اُتری۔ ایک دفعہ تجویز پیش کی گئی۔ کہ جس طرح دوسرے درباروں میں لنگر تقسیم ہوتا ہے اسی طرح یہاں بھی تقسیم کیا جائے۔ پلاؤ نہ ہوا کرے۔ فرمایا ایک بوڑھا آدمی آیا کرتا ہے وہ کہا کرتا ہے۔ کہ سال کے بعد یہاں آ کر ایک دفعہ پلاؤ ملتا ہے۔ اگر پلاؤ بند کر دیا جائے تو وہ غریب آ کر کیا کہے گا۔ اس لئے پلاؤ ہی دیا جائے گا۔

ارشادات گرامی:۔

۱۔ فرمایا میں سادات کرام کے فضائل اس لئے بیان نہیں کیا کرتا، کہ لوگ کہیں گے کہ اپنی بڑائی کے لئے ہے۔ لیکن آج کل چونکہ سادات کرام کی تعظیم و تکریم کم ہو رہی ہے۔ اس لئے بیان کرنا پڑتا ہے۔

۲۔ فرمایا سید سونا ہے۔ گنہگار سید اُس سونے کی طرح ہے جو نالی میں گرا ہو۔ جب اُسے نالی سے اُٹھا کر دھو لیا جائے تو سونے کا سونا ہے۔

۳۔ فرمایا ایک مرتبہ ایک شادی کے موقعہ پر سادات کرام جمع تھے۔ برادر مکرم سید نجابت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ موجود تھے۔ سوال پیدا ہوا کہ صحیح سید کون ہے۔ بھائی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ آسان حل ہے وہ یہ کہ ایک بڑے کڑاہ میں تیل ڈال کر آگ پہ رکھ دو۔ جب وہ کڑ کڑانے لگے تو اس میں ہاتھ ڈال دو۔ جو خالص سید ہو گا اُس کا ہاتھ نہیں جلے گا۔ اور سب سے پہلے میں اپنا ہاتھ ڈالنے کو تیار ہوں۔ سب چپ ہو گئے۔

۴۔ فرمایا حیدرآباد دکن میں ایک سید صاحب تھے جن کا رنگ گندمی تھا اور کاروبار کرتے تھے وہاں چند اور سادات کرام آگئے۔ ایک دن باتوں باتوں میں انہوں نے سید صاحب کے صاحبزادے سے کہا کہ سادات کرام تو سفید فام ہوتے ہیں تمہارا رنگ گندمی کیوں ہے۔ دیکھو ہم سادات کرام ہیں ہمارا رنگ سفید ہے۔ صاحبزادے نے سید صاحب سے عرض کردی۔ فرمایا ہماری ایسی خوش قسمتی کہاں کہ سادات کرام کی زیارت نصیب ہو۔ آپ کی دعوت ہے آپ ہمارے گھر تشریف لائیں تاکہ ہمارے گھر میں برکت ہو۔ چنانچہ وقت مقررہ پر مہمان تشریف لے آئے دروازے سے داخل ہوئے تو دیکھا کہ صحن میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک لکڑیاں پڑی ہیں۔ اور جل رہی ہیں اور گزرنے کا کوئی رستہ نہیں ہے۔ صاحب اپنے صاحبزادے کے ہمراہ گھر کے دروازے میں کھڑے ہیں۔ فرمایا۔ تشریف لائیے۔ انہوں نے عذر کیا کہ رستہ میں آگ ہے۔ فرمایا آگ کا سادات کرام پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ پھر بھی وہ نہ بڑھے۔ سید صاحب نے اپنے صاحبزادے کو حکم دیا کہ جاؤ ایک ایک کو ہاتھ سے پکڑ کر لے آؤ۔ صاحبزادہ آگ سے گذر گیا۔ اس پر آگ کا کوئی اثر نہ ہوا اور ایک ایک کرکے تمام مہمانوں کو اندر لے گیا۔ کسی پر آگ کا اثر نہ ہوا۔

۵۔ فرمایا ایک دفعہ بچپن میں میں اپنے والد گرامی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ جا رہا تھا۔ کہ گاؤں کے قریب گاؤں والے گنے پیل کر رس نکال رہے تھے۔ میں نے والد صاحب سے عرض کی۔ کہ رس پینا ہے آپ ان کے پاس گئے۔ چند پیسے دیئے اور کہا کہ بچے کے لئے تھوڑی رس دیدو۔ انہوں نے رس نہ دی۔ ہم روانہ ہوئے چند قدم چلے تھے کہ ایک عورت گائے کا دودھ دوہ رہی تھی۔ والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے گائے کو فرمایا اے گائے ان لوگوں نے ہمیں رس نہیں دی تم انہیں دودھ نہ دو۔ آپ کا اتنا فرمانا تھا کہ گائے نے لات مار کر دودھ کا برتن توڑ دیا۔ اور تمام برتن کا دودھ نیچے گر گیا۔ وہ عورت ان مردوں کے پاس گئی اور کہا کہ تم نے ان کو کیا کہا انہوں نے جواب دیا کہ انہوں نے رس مانگی تھی ہم نے نہیں دی۔ عورت نے کہا تو یہ دیکھو۔ اس شخص نے گائے کو کہا کہ انہوں نے رس نہیں دی انہیں دودھ نہ دو۔ گائے نے برتن توڑ دیا۔ اور تمام دودھ گر گیا۔ اب وہ زمیندار مٹکے لے کر دوڑے اور والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پیش کردئے۔ فرمایا جو ہونا تھا ہو چکا۔ اب ان مٹکوں کی ہمیں ضرورت نہیں اس وقت ایک گلاس دے دیتے تو کافی تھا۔

۶۔ ایک دفعہ حیدرآباد میں حاضر خدمت ہوا۔ حضور نظام کی طرف سے دونوں وقت حضور قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے لئے خاصہ آیا کرتا تھا اور مہمانوں کے لئے حضور نظام کی پھوپھی صاحبہ کی طرف سے کھانا آتا تھا حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ لسی (چھاچھ) دہی سے بنوا کر استعمال فرمایا کرتے تھے۔

انوار الصوفیہ قصور

از محمد دلشاد علی ۔ ملتان

معجزاتِ رحمۃ للعالمین

حضور احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات بے حد و شمار ہیں ۔ جتنے معجزات فرداً فرداً ایک لاکھ اور چوبیس ہزار یا کم و بیش انبیاء کرام علیہم السلام کو ملے ہیں وہ سب آقائے نامدار محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود ہیں ۔ قرآن مجید فرقان حمید اور معراج شریف آپ کے وہ خاص معجزات ہیں جن میں کوئی نبی شامل نہیں ۔ یہ حضور سید عالم نور مجسم صلے اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس ظاہر کرتے ہیں ۔ آپ کی شان مبارک تمام انبیاء کرام سے ارفع و بالا ہے ۔ اعلیحضرت احمد رضا خانصاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی
سب سے بالا و والا ہمارا نبی

بے شک حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارکہ اعلیحضرت کے اس شعر کے معداق ہے ۔ آپ حقیقت میں رحمت مجسم ہیں ۔ آپ بے بسوں فقیروں یتیموں بیواؤں ، مسکینوں ، اپنے ، پرائے غرضیکہ تمام دنیائے عالم کے لوگوں کی مدد فرماتے ہیں ۔ آپ ایسے غمخوار اور رحیم ہیں کہ اگر آپ کے کسی غلام کو کوئی ایذا پہنچتی ہے تو آپ کو بھی اس تکلیف کا احساس ہوتا ہے اور جب غلام پکارتا ہے تو ضرور مدد فرماتے ہیں ؎

فریاد امتی جو کرے حالِ زار کی ! !
ممکن نہیں کہ خیر البشر کو خبر نہ ہو !

اللہ تعالیٰ نے حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو معراج کی فضیلت سے خاص کیا اور کسی دوسرے نبی کو اس فضیلت سے مشرف و مکرم نہیں فرمایا اور جہاں تک آپکو پہنچایا وہاں تک انسان تو انسان، جبرائیل امین علیہ السلام بھی نہ پہنچ سکے اور آپ کو وہ دکھایا جو کسی کو نہیں دکھایا ؎

کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی !
آنکھوں والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام

معراج شریف کی رات حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے بنفسِ نفیس اللہ تعالیٰ کا جلوہ دیکھا اور جب واپس تشریف لائے تو آپ نے صبح کو اعلان فرمایا کہ میں رات کو آسمانوں پر گیا تو کفار مکہ نے اس بات پر آپ کا مضحکہ اڑایا ۔ لیکن جب آپکے یار غار حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ نے فوراً تصدیق فرما دی اور بارگاہِ رسالت سے صدیق کا لقب پایا ۔

کفار قریش بالخصوص ابوجہل نے حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہم آپ کو رسول اللہ اس

وقت مانیں گے جب آپ اس چمکتے دمکتے چاند کو دو ٹکڑے فرما دیں ان کے کہنے پر آپ نے یہ معجزہ دکھایا اور آپ ایک کھلے میدان میں تشریف لے گئے اور مکہ کے تمام لوگ یہ معجزہ دیکھنے کیلئے میدان میں جمع ہو گئے۔ آپ نے چاند کیطرف اشارہ فرمایا اور چاند دو ٹکڑے ہو گیا اور اس کا ایک ٹکڑا اس پہاڑ پر اور ایک ٹکڑا اس پہاڑ پر تھا۔ یہ معجزہ نہ صرف اہل مکہ نے دیکھا بلکہ باہر سے آنیوالے مسافروں نے بھی بتایا کہ ہم نے بھی شق القمر دیکھا ہے۔

اسی طرح ایک روز مقام 'صہبا' میں حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز ظہر ادا فرمائی اور پھر حضرت علی کو کسی کام کے لئے روانہ فرمایا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے واپس آنے تک حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز عصر بھی ادا فرمائی اور جب حضرت علی واپس تشریف لائے تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم ان کی آغوش میں سر انور رکھ کر سو گئے۔ حضرت علی نے ابھی تک نماز عصر ادا نہ فرمائی تھی۔ اِدھر سورج غروب ہو رہا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خیال فرمایا کہ ادھر رسول خدا علیہ السلام آرام فرما رہے ہیں اور ادھر نماز خدا کا وقت جا رہا ہے اگر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی استراحت کا خیال کروں تو نماز خدا جاتی ہے اور اگر نماز کا خیال کروں تو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی استراحت میں خلل واقع ہوتا ہے کروں تو کیا کروں؟ آخر مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے فیصلہ کیا کہ نماز قضا ہونے دو مگر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی نیند مبارک میں خلل نہ آئے۔ چنانچہ سورج غروب ہو گیا اور عصر کا وقت جاتا رہا۔ حضور علیہ السلام خواب استراحت سے بیدار ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مغموم پایا آپ نے وجہ دریافت کی تو حضرت علی نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے آپ کی استراحت کے پیش نظر ابھی تک نماز عصر ادا نہیں کی اور سورج غروب ہو گیا ہے۔ سرکار نے فرمایا تو غم کس بات کا ہے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی یا اللہ یہ تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھا تو اس کے لئے آفتاب کو واپس لا دے۔ اللہ تعالیٰ نے فوراً سورج کو واپس لوٹا دیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز عصر ادا فرمائی اور اس کے بعد سورج غروب ہو گیا۔ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

تیری مرضی پا گیا سورج پھرا الٹے قدم
تیری انگلی اٹھ گئی مہ کا کلیجہ چر گیا

جنگ احزاب میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی اور ایک بکری ذبح کی۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم جب صحابہ کرام کی معیت میں جابر کے گھر پہنچے تو جابر نے کھانا آگے لا کر رکھا۔ کھانا تھوڑا تھا اور کھانے والے زیادہ تھے حضور نے فرمایا کہ تھوڑے تھوڑے آدمی آتے جاؤ اور باری باری کھانا کھاتے جاؤ۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جتنے آدمی کھانا کھا لیتے وہ نکل جاتے۔ اس طرح سب نے کھانا کھا لیا۔ جابر کہتے ہیں کہ حضور نے پہلے ہی فرما دیا تھا کہ کوئی شخص گوشت کی ہڈی نہ توڑے اور نہ پھینکے سب ایک جگہ رکھتے جائیں جب سب کھا چکے تو آپ نے حکم دیا کہ چھوٹی موٹی سب ہڈیاں جمع کر دو۔ ہڈیاں جمع ہو گئیں تو آپ نے اپنا دستِ مبارک رکھ کر کچھ پڑھا آپ

بقیہ بر (صفحہ)

مولانا حافظ غلام رسول صاحب
علی پور شریف

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں :-

(۱) کہ تصویر ذی روح جانور یا انسان کی خواہ دستی ہو یا عکسی (فوٹو) کا بنانا یا بنوانا اور رکھنا جائز ہے یا حرام؟

(۲) ایک شخص اکابرین ملت اور اولیاء کاملین یا اپنے پیروں کی تصاویر (خواہ دستی ہوں یا عکسی) اپنے مکان میں سجاتا ہے اور مسجد کو چھوڑ کر اس مکان میں نماز پڑھتا ہے اس کا یہ فعل جائز ہے یا نہیں۔

(۳) فقہائے کرام نے جو یہ تصریح فرمائی ہے کہ جس مکان میں یا جس کپڑے پر تصاویر ہوں اس کپڑے کے ساتھ یا اس مکان میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمہ ہے۔ یہ کون سی تصویر سے متعلق ہے دستی یا عکسی۔ یا دونوں کے متعلق؟

(۴) شخص مذکور جو تصویر کے جواز کا قائل ہے، اپنے دعویٰ میں سورۂ بقرہ کی آیت ان یاتیکم التابوت فیہ سکینۃ من ربکم وبقیۃ مما ترک آل موسیٰ وآل ھرون پیش کرتا ہے کہ اس تابوت میں انبیاء علیہم السلام کی تصاویر بھی تھیں۔ تصویر کے جواز میں اس آیت سے استدلال کہاں تک درست ہے؟

(۵) کیا صحاح وغیرہا کتب احادیث میں احادیث طیبہ تصویر کی مذمت میں وارد ہیں۔ اس آیت سے استدلال ان کے معارض تو نہیں۔ اگر وہ احادیث اپنے ظاہری معنوں پر باقی ہیں تو اس استدلال کی کیا نوعیت ہے؟

(۶) ایسے پیروں کی بیعت کے متعلق کیا حکم ہے جو فوٹو کے جواز کے صرف قائل ہی نہیں بلکہ عمداً اپنا فوٹو اتروا کر اپنے کمروں کو سجاتے ہیں اور ان کی تعظیم کا حکم بھی کرتے ہیں!

(۷) یونیورسٹی کے امتحانات کے لئے یہ پابندی ہے کہ جو شخص پرائیویٹ طور پر امتحان میں شرکت کرے وہ اپنے نصف جسم کا فوٹو پیش کرے ورنہ امتحان نہیں دے سکتا۔ کیا یہ مجبوری شرعی جواز کے لئے مؤثر ہے؟

المستفتی
فقیر ابوسعید جلال دین مقام چوہدو ضلع گجرات
تحصیل کھاریاں

حامداً و مصلیاً

الجواب بعون التواب

(۱) تصویر ذی روح جانور یا انسان کی خواہ دستی ہو یا عکسی ہو بنانا یا بنوانا اور رکھنا حرام ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے

وعن عبد اللہ بن مسعود قال سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول اشد الناس عذاباً عند اللہ المصورون (مشکوٰۃ شریف ص ۳۸۵)

ایک روایت میں یوں وارد ہے:۔

ومن صوّر صورۃ عذب وکلف ان ینفخ فیھا ولیس بنافخ (رواہ البخاری)

علامہ ابن عابدین رحمۃ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ "تصویر بنانا یا بنوانا حرام ہے"۔ (رد المحتار) حکیم الامت علامہ امجد علی رحمۃ اللہ علیہ اس مسئلہ کے ماتحت لکھتے ہیں - "تصویر خواہ دستی ہو یا عکسی ہو (فوٹو) دونوں حرام ہیں۔ ان دونوں کا حکم ایک ہی ہے (بہار شریعت ص ۱۶۶)

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ فوٹو بنانا بنوانا اور رکھنا قطعاً حرام ہے۔

---

(۲) اکابرین ملت یا مشائخ طریقت کی تصاویر کو اپنے مکان میں رکھنا اور اسی جگہ عبادت کرنا یا نماز پڑھنی اور مسجد میں نہ جانا یہ تمام فعل نہ صرف ناجائز اور حرام ہیں بلکہ یہود اور نصاریٰ کے مشابہ ہیں۔ جن کو محسنِ اعظم سرکار دو عالم فخر بنی آدم مالم ماکان وما یکون صلے اللہ علیہ وسلم نے بدترین مخلوق فرمایا ہے جیسا کہ حدیث پاک میں آتا ہے

وعن عائشۃ قالت لما اشتکی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ذکر بعض نسائہ کنیسۃ یقال لھا ماریۃ فکانت ام سلمۃ وام حبیبۃ اتتا ارض الحبشۃ فذکرتا من حسنھا وتصاویر فیھا فرفع راسہ فقال اولئک شرار خلق اللہ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۸۶)

(ترجمہ) حضرت عائشہ سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ جب بیمار ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ذکر کیا بعض ازواج آپ کی نے کنیسہ کا (یہود و نصاریٰ کا عبادت خانہ) جسکو ماریہ کہا جاتا ہے اور ام سلمہ اور ام حبیبہ رضی اللہ عنہا حبشہ کی زمین میں گئی تھیں۔ پس ذکر کیں ان دونوں نے خوبیاں کنیسہ کی اور تصویریں کہ اس میں تھیں - پس اٹھایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اپنا اور فرمایا وہ لوگ (یعنی اہل حبشہ یا نصاریٰ) جبکہ مرتا ہے ان میں سے کوئی صالح مرد بنانے میں اس کی قبر پر مسجد (کنیسہ)

حامداً و مصلیاً

الجواب بعون التواب

(۱) تصویر ذی روح جانور یا انسان کی خواہ دستی ہو یا عکسی ہو بنانا یا بنوانا اور رکھنا حرام ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے

وعن عبد اللہ بن مسعود قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اشد الناس عذاباً عند اللہ المصورون (مشکوٰۃ شریف صہ ۳۸۵)

ایک روایت میں یوں وارد ہے:۔

ومن صَوَّرَ صورۃ عذب وکلف ان ینفخ فیھا ولیس بنافخ (رواہ البخاری)

علامہ ابن عابدین رحمہ اللہ تعالے فرماتے ہیں کہ "تصویر بنانا یا بنوانا حرام ہے"۔ (ردالمحتار) حکیم الامت علامہ امجد علی رحمۃ اللہ علیہ اس مسئلہ کے ماتحت لکھتے ہیں۔ "تصویر خواہ دستی ہو یا عکسی ہو (فوٹو) دونوں حرام ہیں۔ ان دونوں کا حکم ایک ہی ہے (بہار شریعت صہ ۱۶۶)

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ فوٹو بنانا بنوانا اور رکھنا قطعاً حرام ہے۔

---

(۲) اکابرین ملت یا مشائخ طریقت کی تصاویر کو اپنے مکان میں رکھنا اور اسی جگہ عبادت کرنا یا نماز پڑھنی اور مسجد میں نہ جانا یہ تمام فعل نہ صرف ناجائز اور حرام ہیں بلکہ یہود اور نصاریٰ کے مشابہ ہیں۔ جن کو محسن اعظم سرکار دو عالم فخر بنی آدم عالم ماکان وما یکون صلے اللہ علیہ وسلم نے بدترین مخلوق فرمایا ہے جیساکہ حدیث پاک میں آتا ہے

وعن عائشۃ قالت لما اشتکی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ذکر بعض نسائہ کنیسۃ یقال لھا ماریۃ فکانت ام سلمۃ وام حبیبۃ اتتا ارض الحبشۃ فذکرتا من حسنھا وتصاویر فیھا فرفع راسہ فقال اولئک شرار خلق اللہ (مشکوٰۃ المصابیح صہ ۳۸۶)

(ترجمہ) حضرت عائشہ سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ جب بیمار ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ذکر کیا بعض ازواج آپ کی نے کنیسہ کا (یہود و نصاریٰ کا عبادت خانہ) جسکو ماریہ کہا جاتا ہے اور ام سلمہ اور ام حبیبہ رضی اللہ عنہا حبشہ کی زمین میں گئی تھیں۔ پس ذکر کیں ان دونوں نے خوبیاں کنیسہ کی اور تصویریں کہ اس میں تھیں۔ پس اٹھایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اپنا اور فرمایا وہ لوگ (یعنی اہل حبشہ یا نصاریٰ) جبکہ مرتا ہے ان میں سے کوئی صالح مرد بناتے ہیں اس کی قبر پر مسجد (کنیسہ)

پھر تصویریں بناتے ہیں - اس مسجد میں یہ تصویریں (یعنے صلحا کی) وہ لوگ بدترین مخلوق الٰہیہ سے ہیں "نقل کیا اسکو بخاری اور مسلم نے -!"

اس حدیث پاک سے ظاہر ہوا کہ یہ تصویریں وہ عبادت خانہ میں رکھتے تھے جن کو شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مذمت فرمائی ہے بلکہ مصورین اور جو وہاں عبادت کرتے ہیں ان کو بدترین مخلوق الٰہیہ ٹھہرایا ہے اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ مکان میں تصاویر کو رکھنا خواہ صلحا کی ہوں اور وہاں عبادت کرنی اور ان کو معظم تصور کرنا حرام ہے اور ایسا فعل کرنے والا بقول شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام بدترین مخلوق الٰہیہ ہے (العیاذ باللہ)

---

(۳) مکان یا کپڑے پر تصاویر ہوں اس کپڑے کے ساتھ اس مکان میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے ہدایہ و فتح القدیر ص۲۹۵ میں وارد ہے - ولا یسجد علی التصاویر لانہ یشبہ عبادۃ الصورۃ واطلق الکراھیۃ فی الاصل لان المصلی (قال الشیخ وجہ مافی الاصل ان للمصلی ای السجادۃ التی یصلی علیہا معظم فوضع الصورۃ فیہ تعظیم بھا حیث کانت) ویکرہ ان یکون فوق راسہ فی السقف او بین یدیہ او بحذائہ تصاویر او صورۃ معلقۃ لحدیث جبریل انا لا ندخل بیتا فیہ کلب او صورۃ "

اسی طرح عام کتب فقہ میں ہے کہ جس مکان میں یا کپڑے کے ساتھ تصاویر ہوں اس کے ساتھ یا اس مکان میں نماز پڑھنی مکروہ تحریمی ہے - صورت مسئولہ میں تو اشد حرام ہے - کمالا یخفی علی العاقل - یہ حکم مکروہ دونوں کو شامل ہے خواہ تصویر دستی ہو یا عکسی ہو کما مر

---

(۴) آیت مذکورہ سے جواز پر ادلائے استدلال بالکلیہ درست نہیں کیونکہ علامہ آلوسی بغدادی رحمہ اللہ اپنی مایۂ ناز تفسیر روح المعانی میں تابوت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ احادیث سے یہ ثابت نہیں ہو سکا کہ تابوت میں کیا تھا اور جو ارباب اخبار و مفسرین مثلاً علامہ رازی و علامہ اسماعیل حقی رحمہما اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے کہ تابوت میں انبیاء علیہم السلام کی تصاویر بھی تھیں، اس سے بھی استدلال درست نہیں کیونکہ یہ تصاویر قدرتی تھیں نہ کہ کسی انسان کی بنائی ہوئی - انسان کو تصاویر کھینچنا حرام ہے - خالق کے یہ احکام نہیں لہٰذا ان تصاویر انبیاء علیہم السلام سے جو مصنوع خالق ہیں استدلال صحیح نہ ہوا ھکذا فی بعض التفاسیر

---

(۵) احادیث اپنے ظاہری معنوں پر باقی ہیں - آیت کریمہ سے استدلال غلط ہے جیسا کہ جواب نمبر ۲ میں مبین و مبرھن ہو چکا -

(۶) ایسے پیروں کی بیعت (جو کہ تصاویر کے جواز کے قائل بلکہ اس پر عامل بھی ہیں) ناجائز ہے کیونکہ بیعت طریقت اس پیر کی ہو سکتی ہے جو کہ شریعت مطہرہ کے عین مطابق ہو۔ اگر شرعی قانون وحدود کو پامالی کرے تو اس کی بیعت ہرگز جائز نہیں۔ تصویر کا عدم جواز مسئلہ شرعی ہے۔ شارع علیہ السلام نے اس کی ممانعت فرمائی ہے۔ اس کے جواز کا قائل ملحد و بے دین ہے۔ امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ مکتوبات صلاٰ میں فرماتے ہیں۔ وبالجملۃ خلاف الشریعت دلیل الزندقۃ (ترجمہ) بالجملہ خلاف شریعت دلیل زندقہ است وعلامت الحاد۔ یعنی مدعی ولایت اگر خلاف شریعت کام کرے تو وہ زندیق اور بے دین ہے۔ شرح عقائد و نبراس ص۲۹۶ میں ہے والولی ھو العارف باللہ تعالیٰ وصفاتہ حسب مایمکن المواظب علی الطاعات المجتنب المعاصی المعرض عن الانہماک فی اللذات والشہوات۔ یعنی ولی وہ ہوتا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کی معرفت رکھتا ہو اور مواظبت علی الطاعات اس کو حاصل ہو۔ گناہ سے پرہیز لذات وشہوات سے اعراض کرنے والا ہو۔ بہرنوع ولی اور پیر کو تبع شریعت ہونا لازمی ہے اگر ولی یا پیر شریعت کی صحیح طریقہ سے پابندی نہیں کرتا تو ایسے شخص سے احتراز لازم ہے۔

(۷) مجبوری حقیقی محذورات شرعیہ میں مؤثر ہو سکتی ہے۔ فقہا احسلہ کا مشہورہ قاعدہ ہے کہ الضرورات تبیح المحضورات (مسلم الثبوت صلا) واللہ اعلم بالصواب

اخبار آستانہ عالیہ علی پور شریف

اعلیٰ حضرت شمس الملت مولانا الحاج پیر سید نور حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم علی پور شریف رونق افروز ہیں۔ علامہ جوہر الملت مولانا الحاج پیر سید اختر حسین شاہ صاحب وحضرت معین الملت پیر سید حید حسین شاہ صاحب وجملہ صاحبزادگان و پیران عظام علی پور شریف مقیم ہیں: ۳۰-۳۱ اگست کی درمیانی شب کو حضرت قبلہ عالم امیر ملت قدس سرہٗ کا سالانہ عرس شریف منایا گیا: جس میں اطراف واکناف کے یاران طریقت نے شمولیت کا شرف حاصل کیا ارات کو علماء کرام نے وعظ فرمایا ا سنا ہے کہ جناب مصطفیٰ علی خاں صاحب بخشی مہاجر مدینہ علی پور شریف مدینہ منورہ سے تشریف لائے ہیں

علی پور شریف کے چند دن قیام کے بعد کراچی تشریف لے جائیں گے ۔ اور پھر وہاں سے مدینہ شریف چلے جائیں گے ۔